

حکای غلط نہیاں

اور

ان کی اصلاح

تصحیح ترتیب جدید

محمد رضا اکسن قادری

مصنف

مولانا تطہیر احمد رضوی

دارالاکابر لاہور

0321-9425765

میں ہی - ۲۰۰۹ء

(الف)

عوامی غلط فہمیاں

اور

اُن کی اصلاح

ترتیب جدید / تصحیح

مصنف

مولانا ناظیر احمد رضوی بریلوی محمد رضا احسن قادری

غَفَرَ اللَّهُ لَهُ

مُدَّٰظِلُهُ الْعَالِيُّ

دارالاسلام

جامع مسجد و محلہ رُوحی، اندرون بھائی دروازہ، لاہور-5400

فون: 0321-9425765

فہرست

عنوان	صفحہ	عنوان	صفحہ
پیش لفظ		شوہر کا اپنی بیوی کے جنازے کو کندھا دینا	14
اللہ تعالیٰ کو "اوپر والا" کہنا	7	کیا پچھے کو ذود وہ پلانے سے عورت کا	14
قطب کی طرف پیر کر کے نہ سونا	7	وضو نوت جاتا ہے؟	
یہ زین میں جانب قبلہ منہ یا پیغمبر کرنا	8	فاتح میں کھانا اور پانی سامنے رکھنا	
عصر و مغرب کے درمیان کھانے پینے کو	8	نماز جنازہ کے وضو سے دوسرا نماز پڑھنا	15
براجاننا		میت کو شل دینے کے بعد شسل کرنا	15
نماز میں دابنے پر کا انگو خسار کرنے کا مسئلہ	9	کیا ستر کھل جانے سے دشمنوں کا پیٹ جاتا ہے؟	15
مسجدے میں پیر کی انگلیوں کا پیٹ زین	9	مغرب و عشا کی نماز کب تک پڑھی جا	15
سکتی ہے؟			
اذان کے وقت باتیں کرنا	9	مرید ہونا کتنا ضروری ہے؟	9
املاک میں چپ رہنا	9	کیا پیر کے لیے سید ہونا ضروری ہے؟	
نمازی کے آگے سے ہنا	10	مسجد میں بھیک مانگنا	
دائی جانب سے اقامت کہنے کی دیشیت	11	جامع شرائط پیر نے ملے تو کیا کرے؟	
مسجدوں میں شور کرنو والے کو ماروں کا حکم	11	پیر سے پردہ	
امام کے لیے لاڈا اپنکر کا استعمال	12	کافروں کو مرید کرنا	
انجیبیر کھڑے ہو کر سننا	12	مالدار ہونے کے لیے مرید ہونا	
جمد کی دوسری اذان مسجد کے اندر دینا	12	محرم و صفر میں شادی بیاہ نہ کرنا	
نماز جنازہ میں بوقت تکبیر آسان کی	13	بیوہ عورتوں کے نکاح کو نہ آکھنا	
طرف نگاہ اٹھانا		لڑکوں کو باپ کے ترکے سے محروم کرنا	22
میت کا کھانا		مردوں کا ایک سے زیادہ انگوٹھی پہنانा	23

لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدُ رَسُولُ اللَّهِ
إِنَّ الْقَوْمَ يَعْتَدُونَ إِنَّمَا يَنْهَا
الْمُسْلِمُونَ

امام اعظم علی الاطلاق، بنی فتح محقق
غوث اعظم مجی الدین شیخ فتحی

ابو محمد عبد العالیٰ حسینی

رحمۃ اللہ علیہ

امام الحنفی مصحح عقائد مسلمین
علی حضرت امام اہل سنت

ابو حفص محمد بن حنفیہ

رحمۃ اللہ علیہ

بررسی و تدوین

یادگار اشلاف فتحیہ شیخ
فائدۃ الاسلام ملنۃ الحجاج قدری

محمد اصغر علی فرمان

بہتمم جامعہ امیر حسین زادہ، لاہور

جلد حقوق مددی طباعت محفوظیں

All Rights of New Edition reserved

سلسلہ مطبوعات

طبع اول ۱۹۰۵ء

قیمت

ناشر مرحوم رضا بن احمد بن قارہ وہشی

لڑکوں کی شادی میں ولیسکی جگہ منڈھیا کرنا	24	زکوٰۃ سے متعلق کچھ غلط فہمیاں
لوٹایا گلاس پانچ انگلیوں سے پکڑنا	24	شرع پیغمبری مہر مقرر کرنا
ذو وحہ پیتے بچوں کا پیشتاب	24	اجاہب و قبول کے بعد خطبہ پڑھنا
دوا لینے سے قبل، نسم اللہ نہ پڑھنا	24	خطبہ جحد میں اردو اشعار پڑھنا
امریکن گائے کا شرعی حکم	25	اولاد کو عاقی کرنا
حلال جانور کے پیشتاب کی چیزوں کا حکم	25	سالی اور بھاونج سے مذاق کرنا
جیس و نفاس والی مورت کو منحوس سمجھنا	25	مانع حمل دواؤں کا استعمال کرنا
نکاح کی مدت	26	نس بندی کرانے والے کی امامت کا حکم
اوچھری کھانا	26	بول چال میں کفریہ کلمات کا استعمال
ہاتھ کے اشارے سے سلام کا جواب دینا	26	فُرمی گانوں میں کفریات
اویسا کی تصویریں گھروں میں رکھنا	27	ئے سال کی مبارکہ بادیاں
ماہ صفر کا آخری بھدھ	27	غیر ضروری چاہلانے سوالات
تکن طلاقوں کا رداج	28	اپنی چھوڑ کر دوسروں کی طرف سے
مژارات پر خرافات اور حاضری کا طریقہ	29	تربانی کرنا
تن وقت نماز سے غلطات اور ظیفوں کی کثرت	29	توالی کا شرعی حکم
صلعم، ”وَغَيْرَهُ لَكُمْ“	30	انقِدام
کیا سور کا نام لینے سے زبان تاپاک	30	



پیش لفظ

آنے والے صفات میں بعض وہ ضروری احکام شرع جمع کیے گئے ہیں جن سے ہمازے بہت سے مسلمان بھائی بے خبر ہیں یا وہ مسائل و احکام کے معاملے میں کچھ کا کچھ سمجھے ہوئے ہیں۔ دراصل مذہب اسلام ایک درمیانی راستہ ہے جو نہ اتنا مشکل اور دشوار کہ اس کو اپنانا اور اس پر چنان ممکن نہ ہو اور نہ اتنا آسان کہ انسان کو اس کی خواہشات اور نفسانی تقاضوں پر چھوڑ دیا جائے اور مذہب کو بالکل آزاد خیالی، بے راہ روی یا غنڈہ گردی بنا دیا جائے۔ یہی وجہ ہے کہ اسلام کو انسان نے بڑی تیزی کے ساتھ قبول کیا اور آنا فانا وہ دنیا کا سب سے مقبول ترین مذہب بن گیا اور کسی ایک طبقے، نسل یا گروہ اور علاقے کا نہیں بلکہ ساری دنیا میں ہر نسل، ہر علاقے اور ہر طبقے کے لوگ اسلام سے وابستہ ہو گئے۔ چھوٹے، بڑے، امیر و غریب، سلطان اور رعایا، دیپاگی اور شہری، کمزور و طاقتور، کالے اور گورے ہر قسم اور ہر علاقے، ملک و وطن کے لوگ اب بھی مسلمان نظر آئیں گے اور پہلے بھی ہوتے رہے ہیں اور آج زمین کے سینے پر نہنے والے انسانوں میں سب سے بڑی آبادی اسلام کے نام لیواؤں کی ہے۔ اگر چاب کافی لوگ برائے نام ہی مسلمان ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ اگر آج اہل اسلام اپنے مذہب کے اصول و ضوابط کی پابندی کر کے صحیح معنی میں مسلمان بن جائیں تو ذنیا میں جو لوگ ابھی اسلام کی لذت سے نا آشنا ہیں وہ سب اسلام کے دامن سے وابستہ ہو کر مسلمان بن جائیں گے اور بہت جلد دنیا میں صرف ایک ہی مذہب ہو گا اور وہ ہے اسلام، مگر افسوس! آج مسلمانوں نے ہی اسلام چھوڑ دیا اور اس کے شعار کو اپنا کر بڑے خوش نظر آرہے ہیں۔

چھلی نے ڈھیل پائی ہے لقے پ شاد ہے
صیاد شاد ماں ہے کہ کائنات نگل گئی!

ان میں کچھ لوگ تو وہ ہیں کہ اپنے دنیاوی بے جا شوق اور ارمانوں کو پورا کرنے کے لیے دولت کمانے میں اتنے مصروف ہیں کہ انھیں اسلام کو سمجھنے اور اس کی خوبیوں سے واقف ہو کر عمل کرنے کے لیے سوچنے کا ہی موقع میسر نہیں اور شاید انھیں مرنے سے پہلے یہ موقع مل بھی نہیں پائے گا موت ہی ان کی

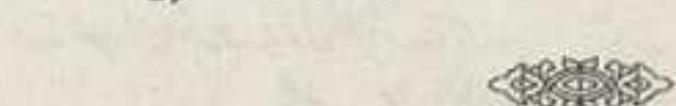
آنکھیں کھولے گی اور انہیں سوتے سے جگائے گی بے ہوشی دور کرے گی، لیکن اس کے باوجود ایسے لوگوں کی تعداد بھی کافی ہے جو اسلام کی خوبیوں سے واقف ہیں اور چاہتے ہیں کہ ہم اسلام کو طرز زندگی بنائیں لیکن کچھ اسباب ان کی راہ میں حائل ہیں ایسے اپنے بھائیوں کے لیے عنقریب میرا ارادہ ایک چھوٹی سی کتاب مرتب کرنے کا ہے جس کو پڑھ کر ان کے لیے راستہ آسان ہو سکے اور توفیق رب کریم کی طرف سے ہے۔ وَمَا تُوفِّيَ قُلْبُكَ إِلَّا بِاللَّهِ تَعَالَى۔

آنکھ اور اراق کوئی باقاعدہ کتاب نہیں ہیں، بلکہ عوام سے رابطہ رکھنے ان میں رہنے سننے کے بعد میں نے دیکھا کہ اسلام اور اس کے احکام سے متعلق ان میں کچھ خلائق میں رائج ہو گئی ہیں ان کو دیکھ کر میں نے چاہا کہ قلم بند کر کے ان کی اصلاح کر دی جائے۔ خلاصہ یہ کہ یہ ایک عوای جائزہ ہے جو آپ کے پیش نظر ہے۔

تصنیف و تالیف کا مشغله ہو یا وعظ و تقریر کا کام: ہمارا آنکھیں آج کے پر فتنہ دور میں مسلک اعلیٰ حضرت ہے جو اسلام و مت کا سچی تر جہان ہے اور وہ مجدد امت اعلیٰ حضرت مولانا احمد رضا خاں فاضل بریلوی ہمیند کی تصنیف کردہ ایک ہزار سے زیادہ کتابیں، فتاویٰ اور رسائل ہیں جو اب دنیا بھر میں شائع وذائع ہیں۔

ساتھ ہی ساتھ مساجد کے ائمہ ہوں یا مقررین و داعظین: ہر قم کے مصلحین سے میری گزارش ہے کہ وہ عوام کی اصلاح کبھی جھڑک کریا ڈاٹ کرنے کریں، بلکہ پیار و محبت سے انہیں حقیقت مسئلہ سمجھائیں۔ اگر مان جائیں فبہادر نہ ان کے حال پر رہنے دیں۔ ان پڑھنا خواندہ لوگوں سے بحث و مباحثہ اور مسائل میں جھڑا کرنے سے حدیث پاک میں منع کیا گیا ہے۔

قطب کی طرف پیر کر کے نہ سونا



یہ مسئلہ عوام میں کافی مشہور ہو گیا ہے۔ کافی لوگوں کا یہ خیال ہے کہ شمال کی سمت پر پھیلانا منع ہے، کیوں کہ ادھر قطب ہے۔ یہاں تک کہ اگر کوئی اس جانب پاؤں کر کے لیٹے یا سوئے تو اس کو نہایت برآ جانتے ہیں اور مکانوں میں چار پائیاں ڈالتے وقت اس بات کا خاص خیال رکھتے ہیں کہ سرہانا یا تو مغرب کی طرف ہو یا پھر شمال کی جانب۔

شرقا قبلہ کی جانب پاؤں پھیلانا تو یقیناً بے ادبی و محرومی ہے۔ اس کے علاوہ باقی سمتیں اسلام میں

گزارش!

اس کتاب کی صفت میں جن احباب نے مالی یا کسی بھی طرح کا تعاوون کیا ان کے لیے دعاۓ خیر ضرور فرمائیں! ناشر اور ادارہ کو بھی اپنی دعاؤں میں یاد رکھیں۔

نماز میں دابنے پیر کا انگوٹھا سر کرنے کا مسئلہ

عام طور سے دیہاتوں میں لوگ اس کو برآ جانتے ہیں۔ یہاں تک کہ نماز میں دابنے پیر کا انگوٹھا اگر تھوڑا بہت سرک جائے تو نماز ہونے کا حکم لگادیتے ہیں۔ بعض لوگ اس انگوٹھے کو نماز کی کھیلیا کھونا کہتے بھی نہ گئے ہیں۔ یہ سب جاہانہ باتیں ہیں۔ کسی بھی پیر کا انگوٹھا سرک جانے سے نماز میں کوئی خرابی نہیں آتی۔ ہاں نماز میں قصد اکوئی حرکت کرنا نواہ جسم کے کسی حصے سے ہو بکروہ ہے۔

حضرت علامہ مفتی جلال الدین صاحب قبلہ امجدی ہبہیہ فرماتے ہیں:

”دابنے پیر کا انگوٹھا اپنی جگہ سے ہٹ گیا تو کوئی حرج نہیں۔ ہاں امتدادی کا انگوٹھا دابنے یا آگے یا پیچے اتنا ہٹا کر جس سے صفائی کشادگی پیدا ہو یا سیدھے صفائی سے باہر نکلے سکروہ ہے۔“ (فتاویٰ فیض رسول ۱/ ۳۷۰)

مسجدے میں پیر کی انگلیوں کا پیٹ زمین پر نہ لگانا

اس مسئلہ سے کافی لوگ غافل ہیں۔ صرف پیر کی انگلیوں کے سرے زمین سے لگ جانے کو بجہہ سمجھتے ہیں۔ بعض کا تو صرف انگوٹھے کا سراہی زمین سے لگتا ہے اور باقی انگلیاں زمین کو چھوٹی بھی نہیں۔ اس صورت میں نہ سجدہ ہوتا ہے، ن نماز۔ سجدہ کرنے کا صحیح طریقہ یہ ہے کہ پیر کی انگلیوں کے سرے قبلے کی طرف کر کے انگلیوں پر زور دے کر پیٹ زمین سے لگایا جائے۔

فتاویٰ رضویہ شریف (۱/ ۵۵۶) میں ہے:

”مسجدے میں کم از کم ایک انگلی کا پیٹ زمین سے لگا ہونا فرض ہے اور پاؤں کی اکثر انگلیوں کا پیٹ زمین پر جما ہونا واجب“۔

اذان کے وقت باتیں کرنا

اذان کے وقت باتوں میں مشغول رہنا ایک عامی بات ہو گئی ہے۔ حواسِ عام تو عوامِ بعض خواں ال علم تک اس کا خیال نہیں رکھتے۔ جب کہ حدیث شریف میں ہے:

”جو اذان کے وقت باتوں میں مشغول رہے اس پر خاتمہ برآ ہونے کا خوف ہے۔“

مسئلہ یہ ہے کہ جب اذان ہو رہی ہو تو اتنی دیر کے لیے سلام، کلام اور جواب سلام تمام اشغال

ہو رہیں۔ کسی کوئی برتری و فضیلت نہیں۔

المی حضرت مولانا شاہ احمد رضا خان صاحب ہبہیہ ارشاد فرماتے ہیں:

”یہ مسئلہ جہل میں بہت مشہور ہے۔ قطب عوام میں ایک ستارے کا نام ہے۔ تو تارے تو چاروں طرف ہیں کسی طرف بیرون کرے۔“ (الملفوظ ۲۵/ ۵۷)

نہ اگر قطب ستارے کی وجہ سے جانب شال پیر کر کے سو نامنح ہو جائے تو ستارے چاروں طرف ہیں، نہ اسی بھی جانب پیر پھیلانا جائز نہیں ہو گا۔

بیت الخلاء (لیٹرین) میں جانب قبلہ منہ یا پیٹھ کرنا

حدیث شریف میں ہے۔ اللہ کے رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا:

إِنَّمَا تَهْجُّمُ الْفَانِطِ فَلَا تَسْتَقْبِلُوا الْقِبْلَةَ وَ لَا تَسْتَدِيرُوهَا۔

”جب تم رفع حاجت کر دو تو قبلے کی طرف نہ منہ کرو اور نہ پیٹھ۔“

(تلخ ملیہ بخاری مکملۃ المساجع صفحہ ۴۲)

اکثر لوگ اس بات کا خیال نہیں رکھتے۔ پاخانہ، پیشاب کے وقت عام طور سے قبلے کی جانب منہ پیٹھ کر لیتے ہیں۔ گھروں میں بیت الخلاء بناتے وقت مسلمانوں کو خاص طور سے اس امر کا خیال رکھنا ہے۔ بیٹھنے کی سیٹ یوں لگائی جائے کہ استنبآ کرنے والے کا نہ منہ کعبے کی طرف ہو، نہ پیٹھ۔ پاکستان روگیر ایشیائی ممالک میں لیٹرین کی سیٹیں شہزاد جنوب ارکھی جائیں، مشرق و مغرب کی جانب نہیں۔

عصر و مغرب کے درمیان کھانے، پینے کو برآ جانا

یہ مسئلہ بھی کافی مشہور ہو گیا ہے کہ مصر سے مغرب تک کچھ کھانا پینا منع ہے یا اس کو تقویٰ و بیزگاری سمجھا جاتا ہے حالاں کہ شریعت اسلامیہ میں ایسا کچھ نہیں۔ کھانے، پینے کے معاملے میں ہے اور اوقات میں ویسے ہی بعد عصر کا وقت ہے۔ اس دوران اور اوقات کی طرح کھانا پینا نہ گناہ ہے، ناجائز و منوع، بلکہ اس وقت میں بھی کھایا پہا جا سکتا ہے۔

بعض مقامات پر عورتوں میں یہ بات مشہور ہے کہ جس عورت کا بچہ مر گیا ہو اگر وہ بعد عصر کھانا حاصل کرے تو اس کے مرد و بچے کو وہاں کھانا نہیں ملے گا، وہ بھوکار ہے گا۔ یہ بھی محض ایک گھری ہوئی بات ہے، شریعت میں اس کی کوئی اصل نہیں۔

قوف کر دیے جائیں یہاں تک کہ قرآن مجید کی تلاوت کرتے ہوئے اگر اذان کی آواز آئے تو اوت روک دی جائے۔ اذان غور سے سن کر جواب دیا جائے۔ اگر کسی راہ پلٹنے کا ذان کی آواز سنائیے تو وہ اختتام اذان تک روک جائے، سنے اور جواب دے۔ اگر ایک سے زیادہ اذانیں ہوں ہوں صرف پہلی کا جواب دینا سنت ہے اور سب کا دینا بھی بہتر ہے۔

اعتكاف میں چپ رہنا

بعض لوگ اعتكاف میں خاموش رہنے کو ضروری سمجھتے ہیں۔ حالاں کہ اعتكاف میں چپ چاپ رہنا ضروری، نہ مخفی خاموشی کوئی عبادت، بلکہ چپ رہنے کو ثواب کی بات سمجھنا مکروہ تحریمی ہے۔ (بخار شریعت ۱۵۲/۵)

البتہ بری باقتوں سے چپ رہنا بہر حال ضروری ہے۔ مختلف کوچاہیے کو وہ قرآن مجید کی تلاوت، تسبیح و درود کا وردہ کے، نفل پڑھے، دینی کتابوں کا مطالعہ کرے۔ دین کی باتیں سیکھنے سکھانے کوئی حرج نہیں، بلکہ یہ عظیم عبادت ہے۔ بوقت ضرورت کوئی دنیاوی جائز بات بھی کی جاسکتی ہے۔ اعتكاف فاسد نہیں ہوتا، مگر زیادہ دنیوی بات چیت سے اعتكاف بے نور ہو جاتا ہے۔

نمازی کے آگے سے ہٹنا

عام طور سے مساجد میں دیکھا گیا ہے کہ دو شخص آگے یہچہ نماز پڑھ رہے ہوتے ہیں۔ یعنی ایک صاف میں اور دوسرا اس کے بال مقابل اگلی صاف میں۔ آگے والا یہچہ والے سے پہلے فارغ ہو جاتا اور پھر اس کی نماز ختم ہونے کا انتظار کرتا رہتا ہے کہ وہ سلام پھیرے تب یہ وہاں سے ہٹے۔ اس پہلے ہٹنے کو نمازی کے سامنے سے گزرنہ خیال کیا جاتا ہے حالاں کہ ایسا نہیں ہے۔ آگے نماز پڑھنے اپنی نماز پڑھ کر ہٹ جائے تو اس پر گزرنے کا گناہ نہیں ہے، نہ وہ نمازی کے سامنے سے گزرنے کے بارے میں وار دعید کا مصدقہ ہے۔ اگر نمازی کے سامنے سے گزرنہ ہو تو سترہ بنا لیا جائے۔ صدر الشریعہ حضرت مولانا محمد امجد علی صاحب عظیم ہبہ فرماتے ہیں:

"اگر دو شخص نمازی کے آگے سے گزرنہ چاہتے ہوں اور سترہ کو کوئی چیز نہیں تو ان میں سے ایک نمازی کے سامنے اس کی طرف پیٹھ کر کے کھڑا ہو جائے اور دوسرا اس کی آز پکڑ کے گزر جائے، پھر وہ دوسرا اس کی پیٹھ کے یہچہ نمازی کی طرف پشت کر کے کھڑا ہو جائے۔"

اور یہ گزر جائے پھر وہ دوسرا جدھر سے آیا اسی طرف ہٹ جائے۔"

(علیٰ گلیری، بڑا حکار، بہار شریعت ۲/۱۵۹)

اس سے صاف ظاہر ہے کہ گزرنے اور ہٹنے میں فرق ہے۔ گزرنے کا مطلب یہ ہے کہ ایک شخص کسی طرف سے آیا اور نمازی کے سامنے سے دوسری طرف نکل گیا۔ یہ یقیناً ناجائز و گناہ ہے، لیکن اگر نمازی کے سامنے بیٹھا ہے اور کسی طرف ہٹ گیا تو یہ گزرنہ نہیں ہے اور اس میں کوئی گناہ نہیں ہے۔

کیا واہنی جانب سے اقامت کہنا ضروری ہے؟

آج کل یہ ضروری خیال کیا جاتا ہے کہ اقامت یا تکمیر جو جماعت قائم کرنے سے قبل مکبر پڑھنا ہے وہ امام کے پیچے یا واہنی طرف ہو کر پڑھے اور باکیں جانب کھڑے ہو کر تکمیر پڑھنے کو منوع خیال کیا جاتا ہے حالاں کہ تکمیر بائیں طرف سے بھی پڑھی جاسکتی ہے۔

سیدی اعلیٰ حضرت ہبہ فرماتے ہیں:

"اور اقامت کی نسبت بھی تعمیں جہت کہ واہنی طرف ہو یا بائیں طرف فقیر کی نظر سے نہ گزری.....ہاں! اس قدر کہہ سکتے ہیں کہ مجازات امام پھر جانب راست مناسب تر ہے۔"

(تفاویٰ رضویہ ۲/۴۶۵)

مسجدوں میں شور کرنے والے پنکھوں اور کلروں کا حکم

آج کتنے لوگ ہیں جو مسجدوں میں آتے ہیں تو انہیں نماز سے زیادہ اپنے آرام، چین و سکون گری اور سہنڈک کی فکر رہتی ہے۔ اپنی دکانوں، مکانوں، بھیتوں اور کھلیانوں، کام، دھندوں میں بڑی بڑی پریشانیاں اٹھا لینے والے مشقتیں جھیل لینے والے جب مسجدوں میں وہ پندرہ منٹ کے لیے نماز کے لیے آتے ہیں تو ذرا سی پریشانی پر تھوڑی سی گرمی یا سہنڈک لگ جائے تو بوکھلا جاتے ہیں، کویا انہوں نے مسجدوں کو آرام گاہ اور مقام عیش و عشرت سمجھ لیا ہے۔ جہاں تک شریعت اسلامیہ نے اجازت دی ہے وہاں تک آرام اٹھانے سے روکا نہیں جا سکتا، لیکن بعض جگہ یہ دیکھ کر سخت تکلیف ہوتی ہے کہ مسجدوں کو شور چانے والے بجلی کے کلروں اور پنکھوں سے متاثر کرتے ہیں اور جب وہ سارے پنکھے اور کلر چلتے ہیں تو مسجد میں ایک شور و ہنگامہ ہوتا ہے جو صرف خصوص و خصوص ہی میں مخل نہیں بلکہ بسا اوقات امام کی قراءت و تکمیرات تک صاف نہیں، یعنی یا امام کو اس شور کی وجہ سے چیخ کر آواز

نی پڑتی ہے۔ بعض جگہ تو یہ بھی دیکھا گیا ہے کہ مسجدوں میں بھاری آواز والے جزیئر تک رکھ دیتے ہیں جو سراسر آداب مسجد کے منافی ہے۔ ہاں! نہایت بلکل آواز والے حسب ضرورت پنکھوں ہی کام چلا جائے یا AC لگادیے جائیں، البتہ کارروں سے مسجدوں کو بچالیتا ہی اچھا ہے، کیوں کہ ان عموماً آواز زیادہ ہوتی ہے جس سے مسجد کی بے ادبی یقینی ہے۔

اعلیٰ حضرت صلی اللہ علیہ وس علیہ الرحمۃ الرحمیۃ قتوی رضوی (۶/۳۸۶) میں فرماتے ہیں:

”بے شک مسجدوں میں ایسی چیز کا احادیث منوع بلکہ ایسی جگہ نماز پڑھنا مکروہ ہے۔“

اسی جگہ آپ صلی اللہ علیہ وس علیہ الرحمۃ الرحمیۃ نے درِ محابر کی ایک عبارت بھی نقل فرمائی جس کا ماحصل یہ ہے کہ اگر کھانا جو دہ، وہ اس کی طرف رفتہ رفتہ خواہش ہو تو ایسے وقت میں نماز پڑھنا مکروہ ہے اور یہی حکم ہر اس چیز ہے جو نماز سے دل کو پھیرے اور خشوع میں خلل ڈالے۔ مزید بھوالہ شرح تنوری ذکر فرمایا کہ چکلی کے پاس نماز مکروہ ہے۔ اور رذاح کا مسئلہ میں اس کی وجہ یہ بتائی گئی کہ چکلی کی آواز دل کو نماز سے ہٹاتی ہے۔

نماز میں امام کے لیے لا وڈا پسیکر کا استعمال

اس مسئلہ میں علماء کا اختلاف ہے۔ بہتر یہ ہے کہ اس کے استعمال سے بچا جائے اور زمانہ نبوی صلی اللہ علیہ وس علیہ الرحمۃ الرحمیۃ کی سنت بکثرین کو زندہ کیا جائے۔

انہائی افسوس تاک امر یہ ہے کہ کئی مرتبہ دوران نمازوں لوز شیدگ کی وجہ سے لا وڈا پسیکر بند ہو جاتا اور اسی پر بھروسہ کر کے بکثرین کا انتظام بھی نہیں کیا ہوتا تو اس طرح بڑے بڑے اجتماعات مثلاً عید و میت کے موقع پر نماز کے ساتھ کھلوڑ ہو کر رہ جاتا ہے۔

تلکبیر کھڑے ہو کر سننا

جب بکتر حَيٌ عَلَى الصَّلُوةِ وَرَحَيٌ عَلَى الْفُلَاجِ کے تو امام اور مقتدی جو وہاں موجود ہیں ان کی وقت کھڑا ہونا چاہیے، مگر بعض جگہ شروع تکبیر سے کھڑے ہونے کا رواج پڑ گیا ہے اور وہ اس رواج پر اتنے از جاتے ہیں کہ حدیثوں اور فقیہی کتابوں کی پرواہیں کرتے صرف من مانی تے ہیں۔

جمعہ کی دوسری اذان مسجد کے اندر دینا

فقہ ختنی کی تقریباً ساری کتابوں میں یہ بات صاف لکھی ہوئی ہے کہ کوئی اذان مسجد میں نہ دی جائے۔ خود حدیث شریف سے بھی یہی ثابت ہے اور کسی حدیث یا معتبر اسلامی کتاب میں یہ نہیں ہے کہ کوئی اذان مسجد کے اندر دی جائے، بلکہ الگ سے کوئی جگہ مخصوص ہوئی چاہیے، مگر پھر بھی بعض جگہ کچھ لوگ جمعہ کی دوسری اذان مسجد کے اندر امام کے سامنے کھڑے ہو کر پڑھتے ہیں۔ اس طرح دو رسول خدا صلی اللہ علیہ وس علیہ الرحمۃ الرحمیۃ کی پیاری پیاری سنت چھوڑ دیتے ہیں۔

نمازِ جنازہ میں بوقت تکبیر آسمان کی طرف نگاہ اٹھانا

آج کل کافی لوگ ایسا کرتے ہوئے دیکھے گئے کہ جب نمازِ جنازہ میں تکبیر کی جاتی ہے تو ہر تکبیر کے وقت اوپر کی جانب منہ اٹھاتے ہیں حالاں کہ اس کی کوئی اصل نہیں، بلکہ نماز میں آسمان کی طرف منہ اٹھانا مکروہ و تحریکی ہے۔ (بخاری شریعت)

حدیث شریف میں ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وس علیہ الرحمۃ الرحمیۃ نے فرمایا:

”کیا حال ہے ان لوگوں کا جو نماز میں آسمان کی طرف آنکھیں اٹھاتے ہیں۔ اس سے بازار رہیں یا ان کی آنکھیں اچک لی جائیں گی۔“ (بخاری، ابو داؤد، نسائی، ابن ماجہ)

میت کا کھانا

میت کے تیجے، دسویں یا چالیسویں وغیرہا کے موقع پر دعوت کر کے کھانا کھلانے کا جو رواج ہے یہ بھی خلاف شرع ہے۔ ہاں! غریبوں اور فقیروں کو بلا کر کھلانے میں حرج نہیں کہ یہ ان کا حق ہے۔ اعلیٰ حضرت صلی اللہ علیہ وس علیہ الرحمۃ الرحمیۃ فرماتے ہیں:

”مردے کا کھانا صرف نقراء کے لیے ہے عام دعوت کے طور پر جو کرتے ہیں یہ منع ہے، غنی نہ کھائے۔“ (ادکام شریعت ۱۶/۱)

اور فرماتے ہیں کہ دعوت بے معنی ہے۔ فتح القدری میں اسے بدعت سنتی فرمایا گیا ہے۔ (فتاویٰ رضویہ ۲/۲۲۱)

ایسے موقع پر پڑوسیوں اور قریبی رشتہ داروں کو چاہیے کہ وہ میت کے گھر والوں کو کھانا کھائیں تاکہ اولادیں کو جو صدمہ پہنچتا ہے اس سے ان کی توجہ کچھ بٹ جائے۔ حضور صلی اللہ علیہ وس علیہ الرحمۃ الرحمیۃ نے حضرت عفر داہم

جائز تب بھی ایصال ثواب ہو جائے گا اور فاتحہ میں کوئی کمی نہیں آئے گی۔
یوں ہی بعض جاہل عورتوں کے یہ خیالات کہ حضرت فاطمہؓ کی فاتحہ کا کھانا مردن کھائیں۔
یوہ اور دوسرے عقد والی عورتوں کو بھی اس کھانے سے روکتی ہیں۔ یہ سب آن کی خود راشی ہاتھیں ہیں
جن کا اسلام سے کوئی تعلق نہیں ہے۔

کیا نمازِ جنازہ کے وضو سے دوسری نماز پڑھنا جائز ہے؟

بعض لوگ سمجھتے ہیں کہ جس وضو سے نمازِ جنازہ پڑھی ہواں سے دوسری نمازوں میں پڑھی جاسکتی
حالاں کہ یہ ایک بے اصل بات ہے، بلکہ اسی وضو سے فرض ہوں یا سنت و نفل: ہر نماز پڑھنا دوسرست ہے۔

میت کو غسل دینے کے بعد غسل کرنا

میت کو غسل دینے کے بعد غسل کرنا بہتر و مسحت ہے، لیکن ضروری نہیں۔ اس کو لازمی و ضروری
خیال کرنا غلط ہے۔

کیا ستر کھل جانے سے وضویوت جاتا ہے؟

عوام میں جو مشہور ہے کہ گھٹنا یا ستر کھلنے یا اپنا یا پرایا ستر دیکھنے سے وضو جاتا رہتا ہے یہ مخفی بے
اصل بات ہے۔ ہاں! وضو کے آداب سے ہے کہ ناف سے زانو کے نیچے تک سب ستر چھا ہو کہ بغیر
ضرورت ستر کھلارہنا منع ہے اور دوسروں کے سامنے ستر کھولنا حرام ہے۔ (بہر ثریت ۲۸/۲)

مغرب اور عشا کی نماز کب تک پڑھی جاسکتی ہے؟

کئی لوگ شام کے وقت تھوڑا سا اندر چلا ہوتے ہی یہ خیال کرتے ہیں کہ مغرب کی نماز کا وقت
نکل گیا، اب نماز قضا ہو گئی اور مفت میں ایک فرض نماز پھوڑ دیتے ہیں یا بہ نیت قضا پڑھتے ہیں۔ مغرب
کی نماز کا وقت غروب آفتاب سے لے کر آب شفق تک ہے اور شفق اس سفیدی کا نام ہے جو جانب
مغرب سرنی ڈوبنے کے بعد شمال و جنوب صبح لما دلک کی طرح پھیلی ہوئی رہتی ہے۔

ہاں! مغرب کی نماز جلدی پڑھنا مستحب ہے اور بلا عندر دو رکعتوں کی مقدار دیر لگانا کردوہ تنزیہی
یعنی خلاف اولی ہے اور بلا عندر اتنی دیر لگانا جس میں کثرت سے تارے ظاہر ہو جائیں، بکروہ تنزیہی اور

شہادت کی خبر آنے پر یہی فرمایا کہ ”جعفر کے گھر والوں کے لیے کھانا تیار کر دے“۔ (فتح القدير ۱۰۲/۲)

شوہر کا اپنی بیوی کے جنازے کو اٹھانا، ہاتھ لگانا

عوام میں یہ غلط مشہور ہے کہ شوہر اپنی بیوی کو مرنے کے بعد نہ دیکھ سکتا ہے، نہ اس کے جنازے کو
دیکھ سکتا ہے اور نہ کاندھادے سکتا ہے۔ سچی بات یہ ہے کہ شوہر کے لیے اپنی بیوی کو مرنے کے بعد
نہ، اس کے جنازے کو اٹھانا، کاندھادینا اور قبر میں آٹارنا؛ سب جائز ہے۔ (فتاویٰ رضویہ ۹۱/۲)

کیا بچے کو دودھ پلانے سے عورت کا وضویوت جاتا ہے؟

بعض جگہ جاہلوں میں یہ مشہور ہو گیا ہے کہ باوضو عورت اگر بچے کو دودھ پلانے تو اس کا وضویوت
نہ وضو کے بغیر نماز پڑھ سکتی ہے، دوبارہ وضو کرنے کی حاجت نہیں۔

فاتحہ میں کھانا اور پانی سامنے رکھنا

اُس بارے میں دو قسم کے لوگ ہیں۔ کچھ تو وہ ہیں کہ اگر کھانا سامنے رکھ کر سورہ فاتحہ وغیرہ آیات
نیہ پڑھ دی جائیں تو انھیں اس کھانے سے چڑھ ہو جاتی ہے اور وہ اس کھانے کے اتنے دشمن ہو
تے ہیں کہ اسے حرام خیال کرنے لگتے ہیں۔ یہ لوگ ہیں جن کے دلوں میں یہاری ہے۔ بکثرت
ر احادیث و اقوال ائمہ اور معمولات بزرگان دین سے منح موز کراپی چلاتے اور خواہ مخواہ مسلمانوں کو
ل اور بدعتی بتاتے ہیں۔

دوسرے ہمارے کچھ دوہ مسلمان بھائی ہیں جو اپنی جہالت اور توہم پرستی کی بنیاد پر یہ سمجھتے ہیں کہ
نکل کھانا سامنے نہ ہو قرآن شریف کی تلاوت و ایصال ثواب نہ کیا جائے۔ بعض جگہ دیکھا گیا ہے
یہاں شریف پڑھنے کے بعد انتفار کرتے ہیں کہ مخالف آئے تب تلاوت شروع کریں یہاں تک کہ
نکل آنے میں اگر تاخیر ہو تو گلاں میں پانی لا کر کھا جاتا ہے تاکہ اُن کے لیے فاتحہ پڑھنا جائز ہو
گئی۔ بھی ایسا ہوتا ہے کہ امام صاحب آکر بینو گئے ہیں اور مصلیٰ پڑھنے کے لیے انتفار کر رہے ہیں کہ کھانا
نہ تو قرآن پڑھیں۔ یہ سب توہمات اور اسلام میں زیادتیاں ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ فاتحہ میں کھانا
نہ ہونا ضروری نہیں، اگر آیات و سورہ پڑھ کر کھانا یا شیر یا بغیر سامنے لائے یوں ہی تقسیم کر دی

گناہ ہے۔ (ادکام شریعت صفحہ ۱۳۷)

ہاں! اگر دیر مسیحی ہو تو پڑھئے اور جب تک عشا کا وقت شروع نہیں ہوا ہے اُداہی ہو گی، قضا نہیں اور یہ وقت غروب آفتاب سے لے کر کم از کم ایک گھنٹہ انجام رہتے اور زیادہ سے زیادہ ایک گھنٹہ پہنچتے ہیں مثلاً ہے جو موسم کے لحاظ سے گھنٹا بڑھتا رہتا ہے۔ یعنی ایک گھنٹے کے اوپر ۱۸ سے ۳۵ منٹ کے درمیان گھومتا رہتا ہے۔

عشما کی نماز کے بارے میں بھی کچھ ووگ سمجھتے ہیں کہ اس کا وقت ۱۲ بجے تک رہتا ہے۔ یہ بھی خلط ہے۔ عشا کی نماز کا وقت بھر صادق طلوع ہونے یعنی حری کا وقت شتم ہونے تک رہتا ہے، البتہ تہائی رات سے زیادہ بلا وجہتا خیر کروہ ہے۔

مرید ہونا کتنا ضروری ہے؟

آج کل جو بیعت رانگ ہے اُسے بیت تبرک کہتے ہیں جو نہ فرض ہے، نہ واجب اور نہ ایسا کوئی حکم شرعی کہ جس کو نہ کرنے پر گناہ یا آخرت میں مواجه ہو۔

ہاں! اگر کوئی متصل اسلسلہ، جامع شرائط ہیمل جائے تو اس کے باتحم میں باتحدے کراس کا مرید ہوتا یقیناً ایک امر مستحسن اور بے شمار دینی و دنیوی فوائد کا حامل ہے، لیکن اس کے باوجود اگر کوئی شخص عقائد درست رکھتا ہو، بزرگان دین اور علمائے کرام سے محبت رکھتا ہو اور کسی خاص پیر کا مرید نہ ہو تو اس کے لیے یہ عقائد دو ایمان کی درستگی، اولیائے کرام و علمائے ذوقی الاحترام سے محبت ہی کافی ہے اور وہ ہرگز کوئی شرعی مجرم یا گناہ کا نہیں ہے، مگر آج کل گاؤں، دیہا توں میں کچھ جاہل بے شرع مدد یہ پروپیگنڈا کرتے ہیں کہ جو مرید نہ ہو گا اُسے جنت نہیں ملے گی یہاں تک کہ بعض ناخواندہ پیشہ در مقرب جن کو تقریر کرنے کی فرمات تو ہے، مگر کتاب میں دیکھنے کا وقت ان کے پاس نہیں، جasoں میں ان جاہل پیروں کو خوش کرنے کے لیے یہ تک کہدیتے ہیں کہ جس کا کوئی پیر نہیں اس کا پیر شیطان ہے اور بعض ناخواندے اس کو حضور سید عالم چشتیہ کا فرمان بتاتے ہیں اور اس سے آج کل کی پیری، مریدی مراد لیتے ہیں۔ اذالۃ تو یہ کوئی حدیث نہیں، بلکہ بعض بزرگوں سے ایسا منقول ہے۔ تو اس شیخ دیر سے مراد مرشد عام ہے نہ کہ مرشد خاص اور مرشد عام کام اللہ و کلام ائمہ شریعت و طریقت و کلام علمائے ظاہر و باطن ہے۔



اس سلسلہ صحیح پر کہ ”عوام کا بادی کلام علماء اور علماء کا رہنا کلام ائمہ اور ائمہ کا مرشد کلام رسول اور

رسول کا پیشوای کلام اللہ“ سیدی و سنی اعلیٰ حضرت پیغمبر ﷺ فرماتے ہیں:

”سُنِّيْحُ الْعَقِيْدَةُ كَمَا كَمَّا بَدَلَ كَمَا كَمَّا تَقْلِيْدَ اَنْتَهُ ضَرُورَى جَانِسَةً، اُولَى يَأْتِيَ كَرَامَ كَاصْجَادَ مُعْتَقَدَ، تَحْمَامَ عَقَادَ مِنْ رَاهِ حَقٍّ پَرِ مُسْتَقِيمٍ وَهُرْگَزْ بَيْ بَيْ نَهِيْسَ۔ وَهُرْ چَارُوْنَ مَرْشِدَانَ پَاكَ لِيْعَنِيْ كَلَامَ خَدَوْ رَسُولَ وَإِنَّمَّا وَلَمَّا نَظَارَهُ وَبَاطِنَ أَسَ كَمْ كَبِيرَ چَبَرَ كَسِ خَاصَ بَنَدَهُ خَدَوْ كَهْ دَسْتَ مَبَارِكَ پَرِ شَرْفَ بَيْتَ سَمَرْفَ نَهْ جَوَاهِرَ۔ (فقاء السلافو في الحكام البيعة والخلافة صفحہ ۴۰)

اس سلسلے میں مرید تفصیل آپ ﷺ کی تصنیفات فتاویٰ افریقیہ، بیعت کیا ہے؟ اور فقاء السلافو وغیرہ میں مل سکتی ہے۔

خلاصہ یہ کہ اگر جامع شرائط، قبیح شرع پیر ملے مرید ہو جائے کہ باعث خیر و برکت اور بلندی درجات کا سبب ہے اور ایسا لائق واللہ پیر نہ ملے تو خواہی خواہی گاؤں گاؤں پھیری کرنے والے جاہل، بے شرع، علامی کی برائی کرنے والے نہاد پیروں کے باتحم میں ہاتھ ہرگز نہ دے، خاص کر آج کے دور میں ایسے پیروں کی کثرت ہے، بلکہ علامی کی نہاد اور علم شریعت کی تحقیر و توہین غالبًاً اب پیروں کے لیے ضروری ہو گئی ہے۔ ایسے لوگوں سے مرید ہونا ایمان کی موت ہے۔

کیا پیر کے لیے سید ہونا ضروری ہے؟

آج کل یہ پروپیگنڈا بھی کیا جاتا ہے کہ مرید کرنے کا حق صرف سیدوں کو ہے۔ ایسا کہنے والوں میں زیادہ تر وہ لوگ ہیں جو بناوی سید ہوتے ہیں۔ خبردار! جب کسی پیر کے لیے اصلی سید ہونا ضروری نہیں تو نظری سید ہونا کیوں کر ضروری ہو گا!! ضروری پیغام ورع و تقویٰ ہے۔ قرآن کریم میں ہے:

إِنَّ أَكْرَمَكُمْ إِنْدَ اللَّهِ اتَّقَاعُكُمْ۔ (الحجرات: ۱۲)

”تم میں اللہ کے حضور شرافت و عزت والے تقویٰ و پرہیزگاری والے ہیں۔“

حضرت سید نافوٹ صہابی شیخ عبد القادر جیلانی خود نجیب الطرفین حسنی حسینی سید ہیں، لیکن آپ کے پیر و مرشد شیخ ابوسعید مخزوی اور ان کے شیخ ابوالحسن برکاری اور ان کے مرشد شیخ ابوالفرح طرطوسی یوں ہی سلسلہ بسلسلہ شیخ عبد الواحد تیمی، شیخ ابو بکر شبلی، جنید بغدادی، شیخ سری قطبی، شیخ معرفت کرمنی خلیفہ میں سے کوئی بھی سید و آل رسول نہیں۔ سلطان البند خواجہ الجیری پیغمبر ﷺ کے پیر و مرشد خوبی عثمان باروںی بھی سید نہیں تھے۔ پھر بھی یہ کہنا کہ پیر کے لیے سید ہو ہے ضروری ہے، بہت بڑی تلافت ہے۔

اعلیٰ حضرت پیر سید نے فرماتے ہیں:

"پیر کے لیے سید ہونے کی شرط پھر ان تمام سلاسل کو باطل کرنا ہے۔ سلسلہ عالیہ قادریہ میں سیدنا امام علی رضا اور حضور غوثِ اعظم کے درمیان جتنے حضرات ہیں ساداتِ کرام سے نہیں اور سلسلہ عالیہ چشتیہ میں تو سیدنا مولیٰ علی کے بعد ہی امام حسن بصری ہیں جو نہ سید ہیں، نہ قریشی اور نہ عربی اور سلسلہ عالیہ قشیدیہ کا خاص آغاز ہی سیدنا صدیق اکبرؒ تھی تھوڑے ہے۔" (فتاویٰ رضویہ ۱۱۴/۹)

مسجد میں بھیک مانگنا

آج کل مسجدوں میں بھیک مانگنے کا رواج بہت بڑھتا جا رہا ہے۔ عموماً دیکھا جاتا ہے کہ ادھر امام صاحب نے سلام پھیرا ادھر کسی نہ کسی نے اور بعض اوقات کئی لوگوں نے اپنی اپنی آپ بینی ساتا اور مددگرو بھائیو! کی صدائگانہ شروع کر دیا حالانکہ یہ نہایت غلط طریقہ ہے۔ ایسے لوگوں کو اس حرکت سے باز رکھا جائے اور مسجدوں میں سوال کرنے سے بختنی سے روکا جائے۔

صدر الشریعہ حضرت مولا نا محمد علی صاحب اعظمی پیر نے فرماتے ہیں:

"مسجد میں سوال کرنا حرام ہے اور اس سائل کو دینا بھی منع ہے۔" (بہار شریعت ۱۸۲/۳) اس کا طریقہ یہ ہونا چاہیے کہ ایسے لوگ یا تو باہر دروازے پر سوال کریں یا امام مسجد وغیرہ کسی سے کہہ دیں کہ وہ ان کی ضرورت سے لوگوں کو آگاہ کر دیں۔

جامع شرائط پیر نے ملے تو.....؟

اگر کسی کو کوئی جامع شرائط پیر نے ملے تو پھر آسے چاہیے کہ عقائد صحیحہ پر قائم رہے، ادکام شریعت پر عمل کرے اور تمام اولیاء و علمائے کرام سے محبت کرے۔

حضور پر فور سیدنا غوث اعظمؒ سے عرض کی گئی کہ اگر کوئی شخص حضور کا نام لیوا ہو اور اس نے نہ حضور کے دست مبارک پر بیعت کی ہوئے حضور کا خرقہ پہننا ہو تو کیا وہ حضور کے مریدوں میں ہے؟ تو فرمایا: "جو اپنے آپ کو میری طرف منسوب کرے اور اپنا نام میرے غلاموں میں شامل کرے اللہ سے قبول فرمائے گا اور وہ میرے مریدوں کے زمرے میں ہے۔"

(بہجۃ الاراء بحوالہ فتاویٰ فریت سفہ ۱۴۰)

علاؤ الدین ازیں حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی پیر نے فرمایا:

"جس کو پیر کامل، جامع شرائط نہ ملے وہ حضور ﷺ پر کثرت سے درود شریف پڑھے۔"

پیر سے پردہ

یہ بات کافی مشہور ہے کہ پیر سے پردہ نہیں ہوتا جب کہ حقیقت یہ ہے کہ پردے کے معاملے میں پیروں یا عالموں، اماموں کا عملہدہ سے کوئی حکم نہیں ہے، حکم وہی ہے جو عام لوگوں کے بارے میں ہے۔

سیدی اعلیٰ حضرت پیر نے فرماتے ہیں:

"پردے کے معاملے میں پیروں وغیرہ پیر ہر اجنبی کا حکم یکساں ہے۔ جوان عورت کو چہرہ کھول کر بھی سامنے آن منع ہے اور بڑھیا کے لیے جس سے احتمال فتنہ ہو مضاائقہ نہیں۔"

(فتاویٰ رضویہ ۱۰۲/۱۰)

کافروں کو مرید کرنا

کچھ جاہل نام نہاد پیر کافروں کو مرید کر لیتے ہیں جب کہ کافروں کو جب تک وہ کفر اور اس کے لوازم سے توبہ کر کے کلمہ پڑھ کر مسلمان نہ بنیں ان کو مرید کرنا بلکہ ان کے لیے "مرید" کا لفظ بولنا جہالت ہے۔ یہ عجیب بات ہے مہادیو کی پوچھا کرے، رات دن بتوں کے سامنے ڈنڈت کرے اور مرید آپ کا کہلانے!! جو خدا اور رسول کا نہیں وہ آپ کا کیسے ہو گیا!!

تھی بات یہ ہے کہ وہ آپ کا مرید نہ ہوا، بلکہ اس کی مال داری دیکھ کر آپ اس کے مرید ہو گئے۔

اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی پیر نے فرماتے ہیں:

"کوئی کافر خواہ مشرک ہو یا موحد؛ ہرگز نہ داخل سلسلہ ہو سکتا ہے اور نہ بے اسلام اس کی بیعت معتبر، نہ قبل اسلام اس کی بیعت اگرچہ بعد کو مسلمان ہو جائے کہ بیعت ہو یا کوئی اور عمل؛ سب کے لیے پہلی شرط اسلام ہے۔" (فتاویٰ رضویہ ۱۵۷/۸)

مال دار ہونے کے لیے مرید ہونا

آج کل زیادہ تر لوگ اس لیے مرید ہوتے ہیں کہ ہم مالدار ہو جائیں گے یاد نبوی نقصانات سے محفوظ رہیں گے۔ کتنے لوگ یہ کہنے جاتے ہیں کہ ہم فلاں پیر صاحب سے مرید ہو کر خوش حال

- 2- دس دن میں کپڑے نہیں آتاتے۔ 3- ماہ محرم میں بیانہ شادی نہیں کرتے۔
4- ان ایام میں سوائے امام حسن اور حسین بن علی کے کسی اور کی نیاز و فاتحہ نہیں دلاتے۔ یہ جائز ہے یا
نا جائز؟

تو آپ بھائی نے جواب میں فرمایا:
”پہلی تینوں باتیں سوگ ہیں اور سوگ حرام اور چوتھی بات جہالت۔ ہر میئے میں ہر تاریخ

میں ہروی کی نیاز اور ہر مسلمان کی فاتحہ ہو سکتی ہے۔“ (اکاٹم شریعت ۱۲۷)

در اصل محرم میں غم منانا، سوگ کرنا رفضیں اور شیعوں کا کام ہے اور خوش منانا خارجیوں کا شیوه
اور نیاز و فاتحہ دلانا، انفل پڑھنا، روزے رکھنا مسلمانوں کا کام ہے۔

یوں ہی محرم میں تعزیہ داری کرنا، مصنوعی کرنا میں بنانا، ان میں میلے لگانا بھی ناجائز و گناہ ہے۔
وہابی، دیوبندی فرقے کے لوگ ان سب امور کو شرک اور کرنے والوں کو مشرک اور اسلام سے خارج
خیال کرتے ہیں۔ یہ ان کی زیادتی ہے، لیکن علمائے اہل سنت ان امور کو ناجائز و گناہ بتاتے اور ایسا
کرنے والوں کو مسلمان ہی سمجھتے ہیں، اگرچہ وہ گناہ گار ہیں۔

بیوہ عورتوں کے نکاح کو برائی بھثنا

بیوہ عورت کے لیے اسلام میں نکاح اجازت ہے۔ اگر ایسا کرنا لوگوں کی بد نیت، بد نگاہی، فاسد
ارادوں اور بد کاری سے نپھنے کی نیت سے ہو تو بلاشبہ باعث اجر و ثواب بھی ہے، لیکن نکاح کرنے پر
بلا وجہ کسی عورت پر لعن و طعن کرنا اُس کو برائی بھنا یا بیوہ عورت کو منحوں خیال کرنا سب گناہ ہے۔

محب بات ہے کہ جو لوگ بیوہ عورت یا کسی ادھیز مرکے نکاح کرنے یا کسی مرد کے ایک سے زیادہ
نکاح کرنے کو برائی نہیں ملامت کرتے ہیں اُنھیں آج کل کے ماحول میں ہونلوں، کلب
گھروں، رہنمی خانوں میں عیاشی اور بد کاری کرنے والے مردوں اور عورتوں کی کثرت کے باوجود کوئی
کچھ نہیں کہتا، بلکہ وہ نیتا، قائد اور بڑے آدمی کہلائے جا رہے ہیں۔ یہ سب جہالت اور اسلام سے دوری
کے نتائج ہیں۔ نکاح شرعی جتنے زیادہ ہوں اُتنا بہتر کیوں کہ نکاح بد کاری کو مٹاتا ہے، زنا اور زنا کاروں
کے راستے بند کرتا ہے۔ افسوس! آج کل لینے دینے، لبی لبی باراتوں، جیزیر کی زیادتی اور ریت روانی کی
کثرت سے نکاح رشادیاں مشکل ہو گئی ہیں۔ اسی لیے بد کاری وزنا کاری بڑھ رہی ہے۔ نکاح کو آسان

ہال خلط فہمیاں اور آن کی اصلاح
اور مال دار ہو گئے۔ افسوس کا مقام ہے کہ جو پیغمبری مریدی بھی رشد و ہدایت، ایمان کی حفاظت اور
خُل جنت، حصول شفاعةت کا ذریعہ خیال کی جاتی تھی آج وہ حصول دولت و امارت یا صرف نقش و
خوبیز، پڑھنا اور پھونکنا بن کر رہ گئی۔ اب شاید ہی کوئی خوش نصیب ہو گا جو اہل علم و فضل علماء، صلحاء
دارات مقدسہ پر اس نیت سے حاضری دیتا ہو کہ آن سے گناہوں کی مغفرت اور خاتمه علی الایمان کی
ذمکر نہیں گے۔

اسلام نے دنیا کی زندگی کو محض ایک سکھیل تماشا کہا ہے اور آخرت کو باقی رہنے والا، لیکن جس کا پتہ
نہیں کہ ساتھ چھوٹ جائے اس کو سینوارنے بنانے میں لگ گئے اور جہاں ہمیشہ ہمیشہ کے لیے رہنا
ہے اُس کو بھلا بیٹھے۔ حدیث پاک میں اللہ کے رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا:

”جب تم کسی بندے کو دیکھو کہ اللہ تعالیٰ اُس کو گناہوں کے باوجود دنیا دے رہا ہے جو بھی
وہ بندہ چاہتا ہے تو یہ حسیل ہے۔“

بین اُگر کوئی بندہ گناہ کرتا رہے اور حق تعالیٰ کی طرف سے بجائے کپڑے کے نعمتیں مل رہی ہیں تو یہ نعمتیں
نہیں، بلکہ اُسے اللہ عز و جل نے کھلی چھٹی دے رکھی ہے کہ جتنی بیش کرنا چاہتا ہے کر لے، روز قیامت
ئے نہیں پائے گا۔ رات دن دولت کمانے میں لگے رہنے والے اب مسجدوں، خانقاہوں میں بھی بھی
آتے ہیں تو محض دولت دنیا اور بیش و آرام کی فکر لے کر۔ کس قدر محروم ہے!! خدا تعالیٰ آخرت کی فکر کی
ذمکر مرحمت فرمائے۔

محرم و صفر میں شادی نہ کرنا اور سوگ منانا

آج کل مسلمانوں میں ماہ محرم میں جو رسم و بدعاوں و خرافات مردیج ہیں آن میں سے ایک یہ
بھی ہے کہ یہ مبہم اگ اور غنی کا مہینہ ہے۔ اس ماہ میں شادی بیانہ کیے جائیں۔ یہ بات یاد رہے کہ
اسلام میں کسی بھی میت کا تین دن سے زیادہ غم منانا ناجائز ہے۔ لہذا ان ایام میں شادی یا خوشی منانے کو
ہر سجنہ گناہ ہے۔ نکاح سال کے کسی دن میں منع نہیں، خواہ محروم ہو یا صفر یا اور کوئی مہینہ یاد نہیں۔

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں بریلوی بھائی سے پوچھا گیا کہ
۱- بعض اہل سنت و جماعت عشرہ محرم میں نہ تو دن بھر رونی پکاتے ہیں اور نہ جھاؤ دیتے ہیں۔ کہتے
ہیں: بعد دن تعزیہ روئی پکائی جائے گی۔

کروتا کہ بدکاری مٹ جائے۔

ای طرح عورتوں سے عیاشی کرنے والے، انھیں ہوٹلوں، کلبوں کی زینت بنانے والے انھیں اپنے گھروں کی زینت بنانی یعنی خود ان سے نکاح کریں یا کسی سے کرواً انیں نیز امیر دنیس لوگ جو نفقات پر قادر ہوں ایک سے زیادہ چار تک نکاح کریں تو عورت کی عزت محفوظ رکھتی ہے۔ تعداد ازدواج کا یہ دو اج اگر قائم ہو جائے تو اس سے عورت ذات کی اہمیت بڑھے گی، کھنے گی نہیں۔ خلاصہ یہ کہ بڑھتے ہوئے جہیز کی مصیبہ سے نجات دلانے کے لیے اسلامی نقطہ نظر سے یہ دو باتیں نہایت مددگار ہیں: ایک لڑکیوں کو باپ کی میراث سے حصہ دینا۔ دوسرا امیر دنیس لوگوں کا بجائے عیاشی وزنا کاری کے ایک سے زیادہ نکاح کرنا۔

مردوں کا ایک سے زیادہ انگوٹھی پہنانا

شریعت اسلامی کی رو سے مرد کو چاندی کی صرف ایک لگبڑی اور ایک انگوٹھی پہنانا جائز ہے جس کا وزن سارہ میں چار ماشے سے کم ہو۔ اس کے علاوہ مرد کے لیے کوئی زیور حلال نہیں۔ ایک سے زیادہ انگوٹھی یا کوئی زیور کسی بھی دعات کا ہو سب گناہ و ناجائز ہے، مگر آج کل عوام اور بعض جاہل نام نہاد صوفیوں اور مختلف اسلام ہیروں نے زیادہ انگوٹھی پہننے کو پر زعم خویش فقیری و تصور سمجھ رکھا ہے۔ یہ ایک چاندی کی شریعی انگوٹھی سے زیادہ انگوٹھیاں پہننے والے خواہ وہ سونے کی ہوں یا چاندی کی یا اور کسی دعات کی؛ سب کے سب حرام کار ہیں۔ یہ اس لائق بالکل نہیں کہ انھیں پیر ہنایا جائے۔

ہمارے کچھ بھائی تابے، پیٹل اور لوہے کے چھلے پہننے ہیں اور ان سے درد و غیرہ کسی بیماری کی شناختی کرتے ہیں یہ بھی غلط ہے۔ علاج کے طور پر بھی کسی قسم کے چھلے وغیرہ پہنانا جائز نہیں ہیں۔

(فتاویٰ رضویہ ۱۰/۱۵)

کچھ لوگ یہ کہتے ہیں کہ یہ چھلے یا انگوٹھی ہم مکہ، مدینہ یا الجیہ سے لائے ہیں۔ اگر وہ خلاف شرع ہے تو کع، مدینے، الجیہ کے بازار میں بکنے سے حلال نہیں ہو جائے گی، کیوں کہ بھائیوں اپ تو آج ہاں کے بازاروں سے لائے ہیں اور یہ ناجائز ہونے کا حکم چودہ سو سال قبل وہیں سے آپ کا ہے۔

لڑکوں کی شادی میں بجائے ولیمہ منڈھیا کرنا

. لڑکے کی شادی میں زفاف یعنی یہوی اور شوہر کے تجھ ہونے کے بعد منج کو اپنی بساط کے مطابق مسلمانوں کو جو کھانا کھلایا جائے اُسے ولیمہ کہتے ہیں اور یہ سید عالم ہبھتہ کی مبارک سنت ہے۔ پہنچت

لڑکیوں کو ماں باپ کے ترکے سے محروم کرنا

اسلام میں جس طرح ماں باپ کی جانداری میں ان کے مرنے کے بعد بیٹوں کا حق ہے اسی طرح بیٹیوں کا بھی حق ہے۔ بیٹیوں کا حصہ بیٹوں سے آدھا رکھا گیا ہے۔ یعنی اگر کسی کا ایک لڑکا ہو اور ایک لڑکی تو اس جانداری کے تین حصے کر کے دو بیٹے کو اور ایک بیٹی کو دیا جائے گا۔ یہ دراثت میں حصہ دینا اتنا ضروری ہے کہ ان کے معاف کیے سے بھی معاف نہیں ہو گا۔ وہ بھائی زندگی بھر بہنوں کی حق تلفی کا شکار رہتے ہیں جو باپ کی جانداری خود ہی بانت کر کھا جاتے ہیں۔

کچھ لوگ یہ خیال کرتے ہیں کہ شادی کے موقع پر لڑکی کو جہیز دیا جاتا ہے اور بارات کو کھانا کھلایا جاتا ہے اس سے لڑکیوں کا حصہ ادا ہو جاتا ہے۔ یہ بھی بہت بڑی جھالت ہے۔ اگر بارات کے موقع پر کروڑوں روپے خرچ کر دیے جائیں تب بھی اس کے حصے سے ایک پیسہ ادا نہ ہو گا۔

اسلام میں شادی بیوہ کے موقع پر لڑکی اور لڑکی والوں پر کچھ بھی فرض و واجب نہیں۔ بارات کو کھانا، بھرنا، جوڑے، بھوڑے، بھات، چھوچھک یہاں تک کہ جہیز دینا بھی کوئی امر ازدم نہیں، بلکہ اس موقع پر بھی لڑکے کے اوپر مہر رکھا گیا ہے جو اس کے لیے نقطہ نظر دے دیا جائے اور مہر کے مگر افسوس کہ مہر تو اب صرف کاغذوں تک رہ گیا۔ اتنا لڑکی والوں کو ستایا جاتا ہے اور لمبی لمبی باراتیں لے کر ان کے گھروں پر چڑھائی کی جاتی ہے۔

اسلامی نقطہ نظر کے مطابق شادیوں کے فضول اخراجات اور لمبے چوڑے جہیز ختم کر کے اگر بیٹیوں کو باپ کی جانداری سے شریعہ اور شوہروں سے ان کو مہر کی رقمیں دلائی جانے لگیں تو آج دنیا چین اور سکن کا گھوارہ، بن جائے، کروڑوں انسانوں کو راحت مل جائے۔ آج ارکان حکومت بھی جہیز کے بڑھنے ہوئے رہا اور اس کی وجہ سے ستائی جانے والی لڑکیوں کے بڑھتے ہوئے واقعات سے پریشان ہیں اور جہیز مختلف قوانین بنا رہے ہیں لیکن بالکل ناکام ہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ جہیز کی مخالفت تو کر رہے ہیں لیکن لڑکیوں کو باپ کی میراث سے حصہ دلانے کے معاملے میں خاموش ہیں۔ جہیز کی زبانی پر اس وقت تک قابو نہیں پایا جاسکتا جب تک لڑکیوں کو میراث پر سے حصہ نہ دلوائے جائیں۔

امریکن گائے کا شرعی حکم

امریکن گائے کے بارے میں کافی لوگ شکوہ و شبہات میں بتلا ہیں جب کہ اس میں کوئی لگ نہیں کہ امریکن گائے بھی دوسرا گائیوں کی طرح گائے ہی ہے، اس لیے اس کا کھانا حلال اور اس کے ذودھ، سمجھی کا استعمال جائز ہے۔

حلال جانوروں کے پیشاب کی چھینٹوں کا حکم

بہت سے لوگ حلال جانوروں کی چھینٹے اگر بدن یا کپڑے پر لگ جائیں تو خود کو ناپاک خیال کر لیتے ہیں۔ کئی دفعہ ایسا ہوتا ہے کہ دھونے یا کپڑے بد لئے کا موقع نہ ملے تو نماز چھوڑ دیتے ہیں۔ اعلیٰ حضرت بریلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

”بیلوں کا گوبر، پیشاب نجاست خفید ہے۔ جب تک چہارم کپڑا نہ بھر جائے یا متفرق اتنی پڑی ہوں کہ جمع کرنے سے چہارم کپڑے کی مقدار ہو جائے، کپڑے کو نجاست کا حکم نہ دیں گے اور اس سے نماز جائز ہو گی اور بالفرض اس سے زائد بھی دھبے ہوں اور دھونے سے بھی مجبوری یعنی حرج شدید ہو تو نماز جائز ہے۔“ (فتاویٰ رضویہ ۱۶۱/۲)

حالاں کے حلال جانور مثلاً گائے، بھیس، بیتل، بکری کا پیشاب نجاست خفید ہے۔ کپڑے یا بدن کے کسی عضو کا جب تک چوتھائی حصہ اس میں ملوث نہ ہو نماز پڑھی جاسکتی ہے اور معمولی چھینٹے جو عام طور پر کسانوں کے کپڑوں اور بدن پر پڑ جاتے ہیں جن سے بچنا نہایت مشکل ہے ان کے ساتھ تو بلا کراہت نماز جائز ہے۔ نماز چھوڑنے کا حکم تو کسی صورت میں نہیں خواہ بحالت مجبوری نجاست کیسی اور کتنی تھی ہو اور دھونے اور بد لئے کی کوئی صورت نہ ہو تو یوں ہی نماز پڑھی جائے گی۔

حیض و نفاس والی عورت کو منحوس سمجھنا

بعض جگہ زچ اور ماہواری میں عورتوں کے برتن ناپاک خیال کر کے الگ کر دیے جاتے ہیں۔ ان کے ساتھ کھانے پینے اور ان کے جو بھے کو برآ جانا جاتا ہے۔ یہ سب بندوں کے کام ہیں۔ اسکی نفعوں باتوں سے احتیاط لازم ہے۔ صرف اس حالت میں مرد کا اپنی عورت سے ہم بستری کرنا حرام ہے۔

احادیث میں اس کا ذکر ہے۔ سرکار صلی اللہ علیہ وسلم نے خود بھی دیسے کیے اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو بھی اس کا حکم دیا، مگر آج کل کافی لوگ شادی سے پہلے دعویٰ کر کے کھانا کھلاتے ہیں جس کو منڈھیا (مثلاً پاکستان میں تسلیمہندی، مایوں وغیرہ کی رسمیں) کہا جاتا ہے۔ دیسے کرنا اُس کی جگہ منڈھیا کرنا خلاف سنت ہے، مگر لوگ رسم و رواج پر اڑے ہوئے ہیں اور اپنی ضد اور ہست دھرمی یا ناؤاقفیت کی بنیاد پر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اس مبارک اور پیاری سنت کو چھوڑ دیتے ہیں۔

اسلام کے ہر قانون میں ان گزت صلحیتیں ہیں۔ منڈھیا منوع اور دیسے سنت ہونے میں ایک بڑی حکمت یہ ہے کہ اگر نکاح سے پہلے ہی کھانا کھلا دیا تو ہو سکتا ہے کہ کسی وجہ سے نکاح نہ ہونے پائے اور اکثر ایسا ہو جاتا ہے تو اس صورت میں نکاح سے پہلے کے تمام اخراجات بے مقصود اور بوجھن کر رہ جائیں گے۔

لوٹی یا گلاس کو پانچ انگلیوں سے پکڑنا

پانی سے بھرے لوٹی یا برتن کو پانچ انگلیوں سے پکڑنے کو برآ جانا جاتا اور مکروہ خیال کیا جاتا ہے حالاں کہ یہ محض ایک جاہلیتی خیال ہے۔ پانچ انگلیوں سے اگر اونے کو پکڑ لیا جائے تو اس سے پانی میں کوئی خرابی نہیں آتی۔

ذودھ پیتے بچوں کا پیشاب

پچھوگی کرنے ہیں کہ ذودھ پیتے بچوں کا پیشاب ناپاک ہے، حالاں کہ ایسا نہیں ہے۔ انسان کا پیشاب مطاقت ناپاک ہے، خواہ وہ ذودھ پیتے بچوں کا ہو یا بڑوں کا۔ (فہص از تاوی رضویہ ۱۴۶/۲)

دوا کھانے، پینے سے قبل بسم اللہ نہ پڑھنا

پچھوگی بسم اللہ شریف کو دوا کھانے سے پہلے اس لیے نہیں پڑھتے کہ یہ تو کسی کام میں برکت کے لیے پڑھی جاتی ہے تو کہیں دوا کھانے کے عمل میں بھی برکت ہی نہ پڑھ جائے۔ یہ کیسی سخت حماقت ہے! بلکہ دوا لینے سے قبل بسم اللہ الرَّحْمٰن الرَّحِيم خصوصاً پڑھنی چاہیے تاکہ نام خدا کی برکت دوائیں شامل ہو جائے اور دوا کا مقصد یعنی شفا جلد سے جلد حاصل ہو۔

اولیاء اللہ کی تصویریں گھروں میں رکھنا

آج کل بزرگان دین کی جھوٹی اور خیالی تصویریں گھروں، دکانوں میں رکھنے کا بھی رواج ہو گیا ہے۔ یہاں تک کہ بعض لوگ اپنے بیرون یا دوسرے بزرگوں کی تصویریں فریم میں لگا کر گھروں میں سوار کھتے ہیں اور ان پر مالائیں ڈالتے، اگر بتیاں سلاکتے ہیں۔ بعض جاہل ان کے سامنے مشرکوں، بت پرستوں کی طرح ہاتھ باندھ کر کھڑے ہو جاتے ہیں۔ یہ امور سخت ترین حرام بلکہ کفر انعام ہیں اور یہ ہاتھ باندھ کر تصویر کے سامنے کھڑا ہوتا، ان پر پھول اور مالائیں ڈالنا؛ یہ کافروں کا کام ہے۔

سیدی اعلیٰ حضرت مولانا شاہ احمد رضا خاں صاحب بھائی ارشاد فرماتے ہیں:

"اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ أَبْلَيْتُمْ كَمْرَسِ پَنَاهَ دَيْرَ، دُنْيَا مِنْ بَتْ پَرْسَى كَابْدَلَيْوَنْ هَيْ هَوَى كَ اَتَّصَهُ اَوْرَنِيْكَ لَوْكُوْنَ كَمْجَبَتَ مِنْ آنَ كَ تَصْوِيرَيْسِ بَنَا كَرْكَرَوْنَ اَوْ مَسْجَدَوْنَ مِنْ تَبَرَّكَارَكَ لَيْسَ، دَيْرَسِ دَيْرَسِ وَهَيْ مَعْبُودَهُوْ كَيْسَ." (تفاویٰ رضویہ ۳۷/۱۰)

صحیح بخاری اور صحیح مسلم شریف کی حدیث میں ہے کہ "وَوَسْوَاعٌ، يَغْوِثٌ، يَعْوَقٌ" اور "نَرٌ" جن کی مشرکیں پرستش کرتے تھے اور آن کا ذکر قرآن کریم میں بھی آیا ہے یہ سب قوم نوح کے نیک لوگ تھے۔ ان کے وصال ہو جانے کے بعد قوم نے ان کے مجسمے بنایا اپنی نشت گاہوں میں رکھ لیے اس وقت صرف مجسم میں ایسا کیا گیا تھا لیکن بعد کے لوگوں نے ان کی عبادت اور پرستش شروع کر دی۔

ماہ صفر کا آخری بدھ

بعض جگہ صفر کے مہینے کے آخری بدھ (آخری چہارشنبہ) کے بارے میں یہ خیال کیا جاتا ہے کہ اس روز حضور ﷺ نے مرغ سے خفاپائی تھی لہذا اس دن خوش مناتے ہیں، کھانے شیر یعنی وغیرہ کھاتے کھلاتے ہیں، باغات اور پارکوں کی سیر کو جاتے ہیں اور کہیں پر لوگ اس کو منہوں خیال کرتے ہیں۔ برلن توڑا لئے ہیں حالاں کہ یہ سب فضول کام ہیں، ناس دن حضور نبی اکرم ﷺ کے لیے مرغ سے محنت یا بی کا کوئی ثبوت ہے اور اس دن کو منہوں خیال کر کے برتوں کو توڑنا فضول خرچی اور گناہ ہے۔

(تفاویٰ رضویہ ۱۱۷/۱۰)

نفاس کی مدت

اکثر عورتوں میں یہ رواج ہے کہ بچہ پیدا ہونے کے بعد جب تک چلہ پورا نہ ہو جا ہے خون آتا ہند ہو گیا ہوت نماز پر دھیں، نہ روزہ رکھیں اور نہ اپنے کو نماز کے لائق جانیں۔ یہ محض جہالت ہے۔ جب نفاس یعنی خون آتا ہند ہو جائے اسی وقت سے نہما کر نماز شروع کر دیں اور اگر نہما نافسان دہ ہو تو تم کر کے نماز پر دھیں۔

اوجھڑی کھانا

اوجھڑی اور آنٹیس کھانا جائز نہیں۔ قرآن کریم میں ہے:

وَيَحْرِمُ عَلَيْهِمُ الْخَبَائِثَ۔ (الاعراف: ۱۵۷)

"اور وہ نبی گندی چیزیں حرام فرمائیں گے۔"

"خبائث" سے مراد وہ چیزیں ہیں جن کے کھانے سے سیم اٹھ جو لوگوں کو گھن آئے۔ ایسے لوگ آنٹیس وغیرہ کھانے کو کروہ جانتے ہیں، کیوں کہ یہ گندی چیزیں ہیں۔ لہذا ان کا کھانا بھی جائز نہیں۔ اعلیٰ حضرت بھائی نے "تفاویٰ رضویہ" (جدید ۲۰/۴۱-۲۳۴) میں طالب جانوروں کے آن ۲۲۱ جزا کا ذکر کیا ہے جن کا کھانا حرام ہے۔

ہاتھ اٹھا کر یا صرف اشارے سے سلام کا جواب دینا

سلام کرنے یا سلام کا جواب دینے میں آج کل بغیر منہ سے جواب دیے صرف ہاتھ سے اشارہ کر دینا یا تھوڑا سا سر ہلا دینا کافی سمجھا جاتا ہے۔ اس طرح سلام کرنے سے سلام کی سنت ادا نہیں ہوتی اور اگر کسی نے سلام کیا اور اس کے جواب میں صرف اشارہ کیا ہے تو علیک السلام یا و علیک السلام نہ کہا تو گنگہار بھی ہوا۔

اعلیٰ حضرت بھائی فرماتے ہیں:

"بندگی آداب، تسلیمات وغیرہ الفاظ سلام سے نہیں اور صرف ہاتھ اٹھا دینا کافی نہیں جب تک اس کے ساتھ کوئی لفظ سلام نہ ہو۔" (تفاویٰ رضویہ ۱۰/۱۶۸)

تین طلاقوں کا رواج

آج کل کئی مرد حضرات جذبات میں آ کر اپنی عورتوں کو تین تین یا اس سے زیادہ طلاقیں دے دلتے ہیں اور پھر صلح و صفائی یا حل لے کی سزا سے بچنے کے لیے اٹھے سیدھے حل حاش کرتے پھرتے ہیں۔ کاش! یہ لوگ طلاق سے قبل علامہ مشورہ کر لیں تو یہ نوبت ہی نہ آئے۔ تین طلاقیں بیک وقت دینا گناہ ہے۔ طلاق کا مقصد صرف یہ ہے کہ بیوی کو اپنے نکاح سے باہر کر کے دوسرے کے لیے طالع کرنا کہ عدت کے بعد وہ کسی اور سے نکاح کر سکے۔ تو یہ مقصد صرف ایک طلاق یادو سے بھی حاصل ہو جاتا ہے۔ ایک طلاق دے کر اس کو عدت گزارنے کے لیے چھوڑ دیا جائے اور عدت کے اندر اس کو ایک اپنی اور غیر عورت کی طرح رکھا جائے اور زبان سے بھی رجوع نہ کیا جائے تو بعد عدت وہ دوسرے سے نکاح کر سکتی ہے اور اس پہلے کے نکاح میں بھی بغیر حل لے کے صرف نکاح کرنے سے واپس آ سکتی ہے اور تین طلاقوں کے وباں سے بھی بچا جا سکتا ہے۔ بوقت ضرورت طلاق اسلام میں جائز ہے، کیون کہ میاں بیوی کا رشتہ کوئی پیدائش، خونی اور فطری رشتہ نہیں ہوتا بلکہ یہ تعلق عموماً جوانی میں قائم ہوتا ہے اور یہ محبت کوئی نبی یا خونی محبت نہیں ہوتی، بلکہ نکاح کے بعد ہی قائم ہوتی ہے، تو یہ ضروری نہیں کہ یہ محبت ہمیشہ کے لیے قائم رہے، بلکہ مزاج اپنے اپنے، عادتیں اپنی اپنی، طور طریقے اپنے اپنے، خیالات و رُجھات اگل اگل ہونے کی صورت میں بجائے محبت کے نفرت پیدا ہو جاتی ہے اور ایک دوسرے کے ساتھ زندگی گزارنا نہایت مشکل بلکہ کبھی کبھی ناممکن ہو جاتا ہے اور نوبت رات، دن کے جھکڑوں، مار پیٹھ تک قتل و خون ریزی تک آ جاتی ہے۔ بیوی شوہر کی اور شوہر بیوی کا جانی دشمن بن جاتا ہے تو ان حالات بچنے کے لیے اسلام میں طلاق رکھی گئی ہے کہ لا ایسون، جھکڑوں، نفرتوں اور معزک رہائیوں کے بجائے صلح و صفائی اور صحن و خوبی کے ساتھ اپنا اپنا راست اگل کر لیا جائے۔

ای لیے جن مذہبوں میں طلاق نہیں ہے یعنی جو جس کے ساتھ بندھ گیا وہ ہمیشہ کے لیے بندھا ہی رہے گا، جان چھڑانے کا کوئی راست نہیں۔ ان میں عورتوں کے قتل تک کر دیے جاتے ہیں یا زندگی چین و سکون کے بجائے عذاب بنی رہتی ہے۔ آج عورتوں کی ہمدردی کے نام پر ایسے ایسے قانون بنائے جا رہے ہیں جن کی رو سے طلاق کا وجود ہی مست جائے۔ یہ لوگ عورتوں کے ساتھ ہمدردی نہیں بلکہ ال ال ہیں۔ آج عورتوں کے ساتھ جو نارواں لوگ کیا جا رہا ہے، یہ مٹی کا تبل بدن پر ڈال کر آن کو

جلاتا، پانی میں ڈب دینا، زہریلی گولیاں کھلا کر آن کو مار دینا وغیرہ! ایذ ارسانی کے ہول ناک واقعات کے ذمہ دار وہی لوگ ہیں جو کسی صورت طلاق کے روادار نہیں اور جب سے ہر حال میں طلاق کو عیب اور بر جانے کا روانج بڑھاتی ہی سے یہ دردناک واقعات کی شرح بڑھ گئی۔

مزارات پر خرافات اور حاضری کا صحیح طریقہ

عورتوں کو تو مزارات پر جانے کی اجازت نہیں ہے، مردوں کے لیے اجازت ہے، مگر ان باتوں سے پر تیز کرے:

1- پیشانی زمین پر رکھنے کو بحمدہ کہتے ہیں۔ یہ اللہ جل شانہ کے علاوہ کسی کے لیے حلال نہیں۔ کسی انسان کو اس کی زندگی میں یا بعد وصال سوال بحمدہ کرنا حرام ہے۔ کچھ لوگ مزارات پر ناک اور پیشانی رکھتے ہیں۔ یہ قطعاً حرام ہے۔

2- مزار کا طواف کرنا یعنی اس کے گرد شل غاثۃ کعبہ کے چکر گانا بھی ناجائز ہے۔

3- مزار کو بوسہ دینا اور پھونا منع ہے۔ (فتاویٰ رضویہ ۷/۱-۵۲۶، ادکام شریعت صفحہ ۲۲۴)

صحیح طریقہ یہ ہے کہ بالادب ہاتھ باندھے کم از کم چار ہاتھ کے فاصلے پر کھڑا ہو کر فاتحہ وغیرہ پڑھئے اور بزرگوں کو ایصال ثواب کرے۔

کچھ لوگ سمجھتے ہیں کہ بحمدہ بغیر اس کی نیت کے اور کعبے کی طرف منہ کیے بغیر نہیں ہوتا۔ یہ بھی غلط خیال ہے۔ بجدے میں جس کی تنظیم یا عبادت کی نیت ہوگی اس کو بحمدہ مانا جائے گا اگرچہ منہ کسی طرف ہو۔ اور جو بحمدہ اللہ تعالیٰ کی عبادت کی نیت سے کیا جائے گا وہ اللہ تعالیٰ کے لیے ہو گا۔ یوں ہی بندہ روز کو یعنی جھکنا بھی منع ہے۔

پنج وقتہ نماز سے غفلت اور وظیفوں کی کثرت

کافی لوگ دیکھے گئے ہیں کہ وہ نمازوں کا خیال نہیں رکھتے اور پڑھتے بھی ہیں تو وقت گزار کر جلدی جلدی یا بغیر جماعت کے اور لگے رہتے ہیں وظیفوں اور تسبیحوں میں۔ ان کے وظینے کیوں نہ ان کے منحہ پر مارے جائیں کہ جس کے فرض پورے نہ ہوں اس کا کوئی نقل قبول نہیں۔ اسلام میں سب سے بڑا وظیفہ اور مغل نماز با جماعت کی ادائیگی ہے۔

صلعم، " وغیرہ لکھنا

حضور سید عالم مکملؑ کے نام نامی اسم گرامی "مرد" (ستکنون) کے آگے بجائے ڈروڈ شریف کے صرف "صلعم، "، "، لکھتا یا لکھنے کی جگہ "، "، لکھ دینا سخت محرومی اور اعلیٰ درجے کی کم نصیبی ہے۔

امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ جس نے سب سے پہلے ڈروڈ شریف کا ایسا اختصار کیا اس کا ساتھ کانا گا۔

امام طحاوی رحمۃ اللہ علیہ نے "حاشیہ دریخانہ" میں اسے کفر تک فرمایا اور واقعی اگر قصد استخفاف شان ہو تو کفر ہے۔

یوسفی صحابہ کرام اور برزگان دین کے ناموں کے ساتھ بجائے جلیل اللہ علیہ کے خالی "، "، بنا بھی منع ہے اور یہ خیر و برکت سے دوری ہے۔ تفصیل کے لیے دیکھئے: فتاویٰ رضویہ ۴/۵۶۔

کیا سور کا نام لینے سے زبان ناپاک ہو جاتی ہے؟

بعض لوگوں کا یہ گمان ہے کہ سور کا نام لینے سے زبان ناپاک ہو جاتی ہے اور وضو نٹ جاتا ہے ہرچاں ایسیں مرتبہ کلمہ شریف پڑھنے سے زبان پاک ہوتی ہے۔ یہ سراسر غلط انظریہ ہے۔ سور کا نام (عربی میں: خنزیر) تو قرآن کریم میں بھی کئی مرتبہ آیا ہے، تو کیا قرآن میں ایسا الفاظ آسلتا ہے کہ جس کے محض بولنے سے زبان ناپاک ہو جائے!! لہذا چاہے اردو میں سور یا عربی میں خنزیر بولا جائے نہ زبان ناپاک ہوئی ہے نہ وضو نٹا ہے۔ اگرچہ یہ بخس اعین ہے، مگر اس کے بولنے سے ایسا کچھ نہیں ہوتا جیسا کہ سمجھا جاتا ہے۔

زکوٰۃ سے متعلق کچھ غلط فہمیاں

بعض لوگ یوسفی فقیروں، مسکینوں، مسجدوں، مدرسوں کی امداد کرتے رہتے ہیں اور باقاعدہ زکوٰۃ نہیں نکالتے۔ جب آن سے کہا جاتا ہے کہ آپ زکوٰۃ نکالیے تو کہہ دیتے ہیں کہ اللہ کی راہ میں ہم اپنے ہی کافی کچھ خرچ کرتے رہتے ہیں۔ یہ آن کی سخت غلط فہمی ہے۔ آپ ہزاروں روپے راہ خدا میں فرج کر دیں، لیکن جب تک مال کی مخصوص زکوٰۃ بنیت زکوٰۃ ادا نہیں کی جائے گی فرض آپ کے ذمے بنی رہے گا۔ اور یہ تمام اخراجات جو راہ خدا ہی کے لیے ہیں زکوٰۃ نہ نکالنے کے عذاب و وبال سے آپ

کو بچانیں سکیں گے۔

حدیث شریف میں ہے کہ جس کو اللہ تعالیٰ مال دے اور وہ اس کی زکوٰۃ ادا نہ کرے تو قیامت کے دن وہ مال کنجے سانپ کی شکل میں جس کے سر پر دو چیزیں ہوں گی اس کے گلے میں طوق بنا کر ڈال دیا جائے گا۔ وہ سانپ اس کی با چیزیں پکڑ کر کبھی کہ میں تیرا مال ہوں، میں تیرا خزان ہوں۔

برادران اسلام! زکوٰۃ دین اسلام کا ایک اہم رکن ہے۔ پھر یہ کہ راہ خدا میں خرچ کرنے کے جتنے طریقے ہیں ان میں سب سے اقل زکوٰۃ ہے، لہذا با ضابطہ زکوٰۃ نکالی جائے۔ نیاز، نذر اور فاتحائیں وغیرہ بھی اسی مال سے کی جائیں جس کی زکوٰۃ آدا کی گئی ہو۔ اپنی زکوٰۃ خود کھاتے رہتا اور صدقات و خیرات کرنے والے بنتا بہت بڑی غلط فہمی ہے۔ مسائل زکوٰۃ علماء میں معلوم کیے جائیں اور اسے سمجھ ترین مصرف پر خرچ کیا جائے۔

شرع پیغمبری مہر مقرر کرنا

بعض جگہ نکاح میں مہر شرع پیغمبری مقرر کیا جاتا ہے اور اس سے ان کی مراد چون شہروپیہ اور دس آنے ہوتی ہے یا کوئی اور رقم۔ یہ سب بے اصل باتیں ہیں۔ پیغمبر اعظم ﷺ کی شریعت میں مہر میں زیادتی کی کوئی حد مقرر نہیں ہے جتنے پر دونوں فریق متفق ہو جائیں وہی مہر شرع پیغمبری ہے۔ ہاں اکم سے کم مہر کی مقدار دس درہم یعنی تقریباً دو تو لے تیرہ ہائی سے بھر چاندی ہے، اس سے کم مہر سمجھ نہیں۔ اگر باندھا گیا تو مہر مثل لازم آئے گا۔

بعض لوگ مہر شرع پیغمبری سے سیدنا فاطمہؓؑ کے عقد مبارک کا مہر خیال کرتے ہیں
حالاں کے خاتون جنت کے نکاح مبارک کا مہر چار سو مشقاب یعنی ڈینہ سوتے لے چاندی تھا۔

ایجاد و قبول کے بعد خطبہ پڑھنا

یہ دوں بھی غلط ہے۔ سنت یہ ہے کہ خطبہ نکاح ایجاد و قبول سے پہلے پڑھا جائے۔

خطبہ جمعہ میں اردو اشعار پڑھنا

خطبہ جمعہ صرف عربی زبان میں پڑھنا سخت ہے۔ اردو اشعار اگر پڑھنے ہوں تو وہ خطبہ کی اذان سے پہلے تقریر کے دوران پڑھ لیے جائیں۔ دوسری اذان کے بعد عربی کے علاوہ اور کسی زبان میں

خصی ہونے کی اجازت چاہی تو حضور ﷺ نے اس سوال پر ان سے روگردانی فرمائی اور ناراضی کا اظہار کیا۔

نس بندی کے حرام ہونے کی چند عقلی وجوہ یہ ہو سکتی ہیں کہ کبھی ایسا ہو سکتا ہے کہ والدین نس بندی کراہیں اور موجود اولاد فوت ہو جائے تو پھر بیوی کے لیے اولاد سے محروم ہاتھ آئے گی۔ ایسا بھی ممکن ہے کہ عورت نے نس بندی کرائی اور اس کے شوہر کا انتقال ہو گیا یا طلاق ہو گئی۔ اب اس عورت نے دوسری شادی کی اور دوسرا شوہر اپنی اولاد کا خواہش مند ہو۔ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ مرد نے نس بندی کرائی۔ اب اس کی عورت فوت ہو گئی یا طلاق ہو گئی۔ اب وہ دوسری شادی کرتا ہے تو نبی یوسف اولاد کی خواہش مند ہو۔ البتہ عارضی طور پر بچوں کی ولادت روکنے کے ذرائع وسائل مثلاً دوائیں، لوپ، نرود وغیرہ مطلقاً حرام نہیں۔ اس میں بھی بڑی حکمت ہے، کیوں کہ کبھی ایسا ہوتا ہے کہ عورت کی سخت اتنی خراب ہے کہ وہ ولادت کی متحمل نہیں ہو سکتی، بلکہ کبھی کبھی بعض عورتوں کے نچے صرف آپریشن سے ہی ہو پاتے ہیں اور دو تین بچوں کی ولادت کے بعد ڈاکٹروں نے کہہ دیا کہ آئندہ آپریشن میں سخت خطرہ ہے تو عارضی طور پر مانع حمل ذرائع کا استعمال گناہ نہیں ہے۔ حدیث شریف میں ہے:

حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم لوگ نزول قرآن کے زمانے میں "عزل" کرتے تھے۔ یعنی ازال کے وقت عورت سے علیحدہ ہو جاتے تھے۔ یہ بات حضور ﷺ تک پہنچی تو آپ ﷺ نے اس سے منع نہیں فرمایا۔

"عزل" سے متعلق اور بھی احادیث ہیں جن سے اس کی اجازت کا پتہ چلتا ہے جن کی روشنی میں علماء کا کہنا ہے کہ یہوی سے اس کی اجازت کے بغیر یعنی اس کی حرمتی کے خلاف ایسا نہ کرے کیوں کہ اس میں اس کی حق تلفی ہے جب کہ وہ آزاد عورت ہو، باندی و کنیزت ہو۔

حضرت مولانا مفتی جلال الدین احمد صاحب امجدی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

"کسی جائز مقصد کے پیش نظر و قبی طور پر ضبط تولید کے لیے کوئی دوایا رہو کی تھیں استعمال کرنا جائز ہے، لیکن کسی عمل سے بیوی کے لیے قوت تولید کو ختم کر دینا کبھی طرح جائز نہیں۔" (فتاویٰ فیض الرسل ۲/ ۵۸۰)

اس سے یہ بھی ظاہر ہوا کہ بلا مقصد ایسا کرنا بھی جائز نہیں ہے۔

خطبہ دینا خلافِ سنت متواتر ہے۔

اولاً دو عاق کرنا

بعض لوگ اپنی اولاد کے بارے میں یہ کہدیتے ہیں کہ "میں نے اس کو عاق کر دیا"۔ اس کا مطلب یہ خیال کیا جاتا ہے کہ اب وہ عاق کی ہوئی اولاد باپ کے مرنے کے بعد اس کی میراث سے حصہ نہیں پائے گی۔ یہ ایک بے کاری بات ہے۔ عاق کر دینا شرعاً کوئی چیز نہیں ہے اور نہ باپ کے یہ افظوبولے سے اس کی اولاد جانداد میں حصے سے محروم ہو گی، بلکہ وہ بدستور باپ کی موت کے بعد اس کے ترکے میں شری حصے کی حق دار ہے۔

سیدی اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ ارشاد فرماتے ہیں:

عاق کر دینا شرعاً کوئی چیز نہیں نہ اس سے ولایت زائل ہو گی۔ (فتاویٰ رضویہ ۴۱۲/۵)

ہاں! اس باپ کی نافرمانی اور ان کو ایذا دینا بڑا گناہ ہے۔ جس کے والدین اس سے ناخوش ہوں وہ دونوں جہاں میں عتاب و عذاب الہی کا حق دار اور سخت محروم ہے۔

سامی اور بھاونج سے مذاق کرنا

بعض لوگ سامی اور بھاونج سے مذاق کرتے بلکہ اسے اپنا حق خیال کرتے ہیں اور انہیں اس قسم کی باتوں سے روکا جائے تو کہتے ہیں کہ ہمارا رشتہ ہی ایسا ہے، حالاں کہ اسلام میں یہ مذاق حرام، سخت حرام، جہنم کا سامان ہے۔ عورت اور مرد کے درمیان مخصوص معاملات کی باتیں خواہ کھلے الفاظ میں کسی جائیں یا اشاروں کنایوں میں؛ سب بے ہودگی اور حرام ہے۔ حدیث شریف میں جیسے، دیور اور بہنوئی سے پرده کرنے کی سخت ترکیب آئی ہے۔ اور مذاق کرنا جیسے مردوں کے لیے سامی اور بھاونج سے حرام ہے ویسے عورتوں کو بھی دیور اور بہنوئی سے حرام ہے۔

مانع حمل دواؤں یا لوپ وغیرہ کا استعمال

اسلام میں نس بندی حرام ہے۔ نس بندی کا مطلب یہ ہے کہ کسی عمل یعنی آپریشن وغیرہ کے ذریعے مرد یا عورت میں قوت تولید یعنی بچہ پیدا کرنے کی قدرتی صلاحیت بیوی کے لیے ختم کر دینا جیسا کہ حدیث شریف میں ہے کہ جب حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے حضور اکرم ﷺ سے برہنائے اندیشہ زنا

ثواب، نماز، روزہ وغیرہ احکام شرع کا ذکر فلسفی تفريع میں ہرگز مت لائیں ورنہ ایمان کے لیے خطرہ پیدا ہو سکتا ہے۔ شعائر الہبیہ کے ساتھ مذاق و استہزا کفر ہے۔

بعض لوگ اس قسم کی باتیں سب کو خوش کرنے کے لیے بول دیتے ہیں جن کا بولنا اور پر رضا و خوشی سننا کفر ہے۔ ان لوگوں اور ایسی باتیں کرنے والوں سے دور رہنا ضروری ہے۔ مثلاً ۳۔ مذہب ایک جیسے ہیں۔ خدمتِ خلق ہی دین و ایمان ہے۔ وطن پہلے ہے مذہب بعد میں۔ ہم پہلے فلاں ملک کے باشی ہیں مسلمان بعد میں۔ رام رحمٰن دنوں ایک ہیں۔ وید و قرآن میں کوئی فرق نہیں۔ مسجد و مندر دنوں خدا کے گھر ہیں یاد دنوں جگہ خدامات ہے۔ نماز پڑھنا فارغ لوگوں کا کام ہے۔ روزہ وہ رکھے جس کو کھانا نہ ہے۔ نماز پڑھنا سب برابر ہے، ہم نے بہت پڑھلی پچھلیں ہوتا ہے۔ یہ سب کلمات خالص کفر، غیر اسلامی، کافروں کی بولیاں ہیں جن کو بولنے سے آدمی کافر، اسلام سے خارج ہو جاتا ہے۔ سیاہ لوگ اکثر اس قسم کی باتیں دوست یعنی کے لیے کہتے ہیں، لیکن اپنا ایمان نجع کر بھی انھیں ہاتھ پکھنیں آتا۔

مسلمانوں میں جوئے نے فرقے اُنھوں نے ہیں ان سے دور رہنا نہایت ضروری ہے، یہ ایمان و عقیدے کے لیے سب سے بڑا خطرہ ہیں مذہبِ اہل سنت، بزرگوں کے طریقے پر قائم رہنا ایمان و عقیدے کی حفاظت کے لیے نہایت ضروری ہے۔ اور مذہبِ اہل سنت کی صحیح ترجیحی اس ذور میں اعلیٰ حضرت مولانا احمد رضا خاں فاضل بریلوی رض نے فرمائی ہے۔ ان کی تعلیمات عین اسلام ہیں۔

فلمی گانوں میں کفریات

آج کل اسلام و شنط طاقتیں فلموں اور گانوں کے ذریعے مسلمانوں کو کافر بنانے اور ان کے ایمان و عقیدے کو تباہ کرنے کی منظم سازیں کر رہی ہیں۔ فلم کی مزیداریوں اور گانوں کی لطف اندوزی کے سہارے ہوئے ہوئے کڑوے گھونٹ مسلم نسلوں کی گھانٹی سے اُتارے جا رہے ہیں۔ سچی بات یہ ہے کہ آج کل فلموں، نیلی ویژتوں کے ذریعے کافرا پنے و ہرموں کا پر چار کر رہے ہیں۔ ذیل میں ہم چند فلمی گانوں کے وہ اشعار قلم بند کر رہے ہیں جن کا کفر ہونا اتنا ظاہر ہے کہ اس کے لیے کسی عالم بہتی، مذاق، تفریخ و دل لگنی کی عادت مت بنا ہیں اور کبھی ہو تو اس میں دینی و مذہبی با توں کو مت لا سکیں۔ خصوصاً اللہ تعالیٰ، اس کی ذات و صفات، انبیاء کرام، ملائکہ، جنت و دوزخ، عذاب و

نس بندی کرانے والے کی امامت کا حکم

کچھ لوگ خیال کرتے ہیں کہ جس نے نس بندی کرانی اب وہ زندگی بھر نماز نہیں پڑھ سکتا حالاں کہ ایسا نہیں، بلکہ اسلام میں جس طرح اور گناہوں کی توبہ ہے اسی طرح اس گناہ کی بھی توبہ ہے۔ یعنی جس کی نس بندی ہو چکی ہے اگر وہ صدق دل سے علانية توبہ کرے اور حرام کاریوں سے باز رہے تو اس کے پیچھے نماز پڑھی جاسکتی ہے۔ (تفاویٰ فیض ارسل ۱/۲۷۷)

بول چال میں کفریہ کلمات کا استعمال

اکثر لوگ روزمرہ کی گفتگو میں کئی کلمات کفر کہدیتے ہیں۔ گویا ایمان سے محروم ہو جاتے ہیں۔ یہ یاد رہے کہ ہر گناہ کی بخشش ہے، لیکن اگر جان بوجھ کر کفر بک دیا تو بخشش و مغفرت اور جنت میں جانے کی کوئی صورت نہیں، بلکہ ہمیشہ جہنم میں جلتا ہے گا۔

حدیث شریف میں حضور ﷺ نے فرمایا کہ "شام کو آدمی مؤمن ہو گا تو سویرے کا فرار درج کو مومن ہو گا تو شام کو کافر۔"

کلمات کفر کرنے ہیں اور کس کس بات سے کفر لازم آتا ہے۔ اس سب کو بیان کرنا تو امر محال ہے، مگر ہم اپنے عوام بخانیوں کے لیے چند ہدایات لکھے دیتے ہیں۔ ان شاء اللہ ان پر عمل کرنے سے ایمان سلامت رہے گا۔

1۔ آپ با ادب ہو جائیں۔ اللہ تعالیٰ، اس کے رسول، فرشتے، خانہ کعبہ، مساجد، قرآن کریم، دینی کتابیں، بزرگان دین، علمائے کرام، والدین؛ ان سب کا ادب، تعظیم اور محبت دل میں بخالیں۔ با ادب انسان کا دل کھرے کھونے کو پر کھنے کا ترازوہ بن جاتا ہے کہ نہ خود اس کے منہ سے نکالتا ہے اور اگر کوئی دوسرا بکے تو اس کو ناگوار گزرتی ہے۔ اسی لیے کہتے ہیں کہ "آن پڑھ با ادب اچھا ہے پڑھنے بے ادب سے۔" اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

وَمَن يَعْظِمْ شَعَائِيرَ اللّٰهِ فِي نَهَا مِنْ تَقْوَى الْقُلُوبُ۔ (الحج ۳۲)

"جو اللہ کی نشانیوں کی تعظیم کرے تو یہ دلوں کی پر ہیزگاری ہے۔"

2۔ بہتی، مذاق، تفریخ و دل لگنی کی عادت مت بنا ہیں اور کبھی ہو تو اس میں دینی و مذہبی با توں کو مت لا سکیں۔ خصوصاً اللہ تعالیٰ، اس کی ذات و صفات، انبیاء کرام، ملائکہ، جنت و دوزخ، عذاب و

بکواسات ہیں:

خدا بھی آسمان سے جب زمین پر دیکھتا ہوگا
مرے محبوب کو کس نے بنایا سوچتا ہوگا

اب آگے جو بھی ہو انجام دیکھا جائے گا
خدا تراش لیا اور بندگی کر لی

رب نے مجھ پر تم کیا کیا ہے
سارے جہاں کافم مجھے دے دیا ہے

ای طرح ان تمام اشعار میں بھی صریح تو ہیں وغیرہ ہیں:

جانے دل میں کب سے ہے تو جب سے میں ہوں تب سے ہے تو
مجھ کو مرے رب کی قسم یارا رب سے پہلے ہے تو
تجھ کو دی صورت پری سی، دل نہیں تجھ کو دیا
ملتا خدا تو پوچھتا تو پوچھتا یہ ظلم تو نے کیوں کیا؟

وپ یہ تیرا سیپ کا موٹی یا آسمان کی دھول ہے
تو ہے قدرت کا کرشمہ یا خدا کی بھول ہے

چاہا ہے تجھے چاہیں گے
تجھے اپنا خدا ہم ہناں گے

دل میں ہوتم، آنکھوں میں تم بولو تمیں کیسے چاہوں؟
پوچھا کروں، سجدہ کروں بولو تجھے کیسے چاہوں؟

پتھر کے سمن تجھے ہم نے محبت کا خدا چانا
بڑی بھول ہوئی یہ کیا سمجھا یہ کیا چانا؟

ماںگ لوں گا میں خدا سے چاہوں گا تجھے
تجھ سا موٹی دوسرا اس کے خزانے میں نہیں

ہر ذکر کو گلے لگایا ہر مصیبت میں ساتھ نہجا یا
کیا کروں تعریف فرست سے رب نے انھیں بنایا

ذینا بنانے والے ذینا میں آکے دیکھے
صدے ہے جو میں نے تو بھی اٹھا کے دیکھے
لے خدا! ان حسینوں کی پتی کر کیوں بنائی
تیرے پاس منی کم تھی یا تو نے رشتہ کھائی
حسینوں کو آتے ہیں کیا کیا بہانے
خدا بھی نہ جانے تو ہم کیسے جائیں

نئے سال کی مبارکبادیاں

مسلمانوں میں انگریزی سال کے پہلے دن کیم جنوری کو خوشیاں منانے، مٹھائیاں بانٹنے مبارکیں
دینے کا رواج عام ہو گیا ہے۔ اس موقع پر اور بھی طرح طرح کی فضول خرچیاں کی جاتی ہیں۔
یاد رہے! کیم جنوری ہو یا کیم اپریل (اپریل فول)، ۲۵ دسمبر یا دوں ہو یا گذ فرائی ڈے: ان
سب کا اسلام اور مسلمانوں سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ یہ سب عیسائیوں کے تہواروں کے دن ہیں اور وہی
ان دنوں میں خوشیاں مناتے ہیں۔

مسلمانوں کو چاہیے کہ اپنے اسلامی تہوار منائیں اور اسلامی دنوں کو اہمیت دیں۔ عیسائیت نے
اپنا نہیں۔ ایسا نہ ہو کہ عیسائیوں کے ساتھ مل کر خوشیاں منانے والے مسلمانوں کا حشر بھی عیسائیوں کے
ساتھ ہو۔ کیوں کہ حدیث شریف میں ہے۔ حضرت محمد ﷺ فرماتے ہیں:
من تشبہ بقوم فہو منهم۔

"جو جس قوم کا طریقہ کارا پانے وہ انہیں میں سے ہے۔" (سن ابو داؤد ۲۰۳/۲)

غیر ضروری سوالات کرنا

آج کل کئی لوگوں کو غیر ضروری سوالات کرنے کی عادت پڑ گئی ہے۔ وہ بھی عملِ اصلاح کی غرض
سے نہیں ہوتے، بلکہ دوسروں کو عاجز کرنے یا اور کسی فاسد مقصد سے۔

ایک صاحب کو میں نے دیکھا کہ وہ مال دار ہونے کے باوجود ذکری قربانی نہیں کرتے تھے اور
مولوی صاحب سے معلوم کر رہے تھے کہ حضرت امیل علیہ السلام کی جگہ ذبح کرنے کے لیے جو ذنب لا لیا
گیا تھا وہ زنگیا مادہ اور اس کا گوشت کس نے کھایا تھا؟ وہیں ان جیسے دوسرے صاحب بولے کہ وہ ذنب

افسوس! انہوں نے غلط سمجھا۔ اسلام ہرگز ہرگز ایسا دین نہیں ہے۔ اسلام کا حکم تو یہ ہے کہ ”ذھول، باجے، سارگی، مزامیر وغیرہ آلات موستقی، تالیاں، رقص؛ سب حرام ہیں۔“

کچھ لوگ کہتے ہیں قولی مع مزامیر چشتیہ سلسلے میں رانج اور جائز ہے۔ یہ بزرگان چشتیہ پر ان کا صریح بہتان ہے، بلکہ ان بزرگوں نے بھی مزامیر کے ساتھ قولی سننے کو حرام فرمایا ہے۔ حضرت خوبیہ محبوب الہی نظام الدین دہلوی اولیا ہمینہ نے اپنے خاص خلیفہ حضرت ناصر الدین زرداری ہمینہ سے مسئلہ ساعت کے متعلق ایک رسالہ لکھوا یا جس کا نام ہے: **گٹھفُ القناء عنْ أصْوُلِ السَّمَاءِ**۔ اس میں صاف لکھا ہے کہ ہمارے بزرگوں کا ساعت مزامیر کے بہتان سے بری ہے۔ (ان کا ساعت تو یہ ہے کہ) صرف قولی کی آواز ان اشعار کے ساتھ ہو جو کمال صنعت الہی کی خبر دیتے ہیں۔

قطب الاقطاب حضرت بابا فرید الدین گنج شکر ہمینہ کے مرید اور حضرت خواجه نظام الدین اولیا ہمینہ کے خلیفہ حضرت محمد بن مبارک علوی کرمانی ہمینہ اپنی کتاب ”سیر الاولیاء“ میں تحریر فرماتے ہیں:

- حضرت محبوب الہی ہمینہ نے چند شرائط کے ساتھ ساعت جائز فرمایا ہے:
- 1- سننے والا مرد کامل ہو، چھوٹا لڑکا اور عورت نہ ہو۔
 - 2- سننے والا یاد خدا سے غافل نہ ہو۔
 - 3- جو کلام پڑھا جائے فرش، بے حیاتی اور مزاجیہ نہ ہو۔
 - 4- آللہ ساعت یعنی سارگی، مزامیر و رباب سے پاک ہو۔

ان قولی کے ہوتے ہوئے کوئی کہہ سکتا ہے کہ خاندان چشتیہ میں مزامیر کے ساتھ قولی جائز ہے۔ ہاں! یہ بات وہی لوگ کہیں گے جو نہ چشتی ہیں، نہ قادری۔ انھیں تو مزے داریاں اور لطف اندوزیاں چاہیں۔ اور اب جب کہ سارے کے سارے قولی بے نمازی اور فاسق و فاجر ہوتے ہیں،

یہاں تک کہ بعض شرائی تک سننے میں آئے ہیں نیز عورتیں اور امرد لڑکے بھی چل پڑے ہیں ایسے ماہول میں ان قولیوں کو صرف وہی جائز کہے گا جس کو اسلام و قرآن، دین و ایمان سے کوئی محبت نہیں۔ بے حیاتی اس کے رگ و پپے میں سراہیت کر گئی ہے اور قرآن و حدیث کے فرائیں کی اسے کوئی پڑا و نہیں ہے۔ کیا اسی کا نام اسلام پسندی ہے کہ مسلمان عورتوں کو لاکھوں کے مجمع میں لا کر ان سے ڈالنے کر دے جائیں، پھر ان تماشوں کا نام ”عرس“ رکھا جائے۔ یہ صرف اور صرف کافروں کے سامنے مسلمانوں اور مذہب اسلام کو ذلیل و بد نام کرنے کی سازش ہے؟

کچھ لوگ کہتے ہیں کہ قولی اہل کے لیے جائز اور ناہل کے لیے ناجائز ہے۔ ایسا کہنے والوں سے

انہوں کی افسوسی؟ ایک صاحب کو نماز یا دنیس تھی اور وضو بھی تھیک سے کرنا نہیں جانتے تھے۔ انھیں جو موالانا صاحب ملت وہ ان سے یہ ضرور پوچھتے تھے کہ موسیٰ علیہ السلام کی نام کیا تھا؟ حضرت خدیجہؓ نے انہا کا نکاح کس نے پڑھایا تھا؟

غرض اس حکم کے غیر ضروری سوالات کرنے کا ماہول بن گیا ہے۔ عوام کو چاہیے کہ ایسی باتوں میں نہ پڑیں۔ نماز، روزہ وغیرہ ادکام شرع کے مسائل یہیں، اسلامی عقیدے معلوم کریں۔ جو بات قرآن و حدیث یا دیگر اسلامی شواہد سے معلوم ہو جائے تو زیادہ کریں اور بار بار یہی میں نہ پڑیں نہ بحث کریں۔ اگر عقل میں نہ آئے تو عقل کا قصور جانیں نہ معاذ اللہ قرآن و حدیث یا فقہاء و مجتهدین کا۔ یہی اصل علم ہے۔

اپنی چھوڑ کر رسول کی طرف سے قربانی کرنا

بعض صاحب نصاب حضرات جن پر قربانی واجب ہوتی ہے قربانی کے وقت اپنے نام کے جائے اپنے ماں، باپ یا بزرگان دین کا نام لے کر آن کی طرف سے قربانی کرتے ہیں حالاں کہ یہ طریقہ غلط ہے۔ جس پر قربانی واجب ہے اس کو چاہیے کہ پہلے اپنی طرف سے قربانی کرے ورنہ ترک قربانی پر گنگہ کار ہوگا، پھر اگر وسعت ہے تو بزرگان دین یا اپنے ماں باپ کی طرف سے قربانی کرے۔

حضور سید عالم علیہ السلام کی قربانی کرنا بڑی فضیلت کی بات ہے۔ جسے توفیق ہو وہ اس سعادت عظیمی سے اپنے آپ کو ہمدرم نہ رکھے۔

قولی کا شرعی حکم

اسلامی بھائیو! آج کل بزرگان دین کے مزارات پر ان کے آعراس کا نام لے کر خوب مونج مستیاں ہو رہی ہیں۔ بدمعاش، بدکردار لوگ اپنی رنگ رکھلیوں، باجوں، تماشوں، عورتوں کی چھپیڑ چھاڑ کے مزے اٹھانے کے لیے اللہ والوں کے مزاروں کو استعمال کر رہے ہیں۔ کاش! یہ لوگ مونج مستیاں، یہ ذھول، باجے، مزامیر کے ساتھ قولیاں مزارات سے الگ کرتے اور عرس کا نام نہ لیتے تو کم از کم اسلام اور اسلام کے بزرگ بدنام نہ ہوتے۔

آج کفار و مشرکین یہ کہنے لگے ہیں کہ اسلام بھی دوسرے مذاہب کی طرح ناج، گانوں، تماشوں، باجوں اور بے پرده عورتوں کو اٹھجوں پر لا کر بے حیاتی کا مظاہرہ کرنے والا مذہب ہے۔

ہم پوچھتے ہیں کہ آج کل قوالیوں کے سینکڑوں، ہزاروں کے مجمع میں سب کے سب اہل اللہ اور اصحاب استغراق ہیں جنہیں دُنیا اور متاع دُنیا کا قطعاً ہوش نہیں؟ جنہیں یادِ خدا اور ذکرِ الٰہی سے ایک لمحے کی بھی فرصت نہیں؟ خرانے کی نیندوں اور گپوں میں نمازوں کو گنوادینے والے، راتِ دن ننگی فلموں، گندے گانوں میں مست رہنے والے، ماں باپ کی تافرمانی کرنے اور ان کو ستانے والے، چور، چکور، جبو نے فرمی، گردہ کاٹ وغیرہ؛ کیا یہ سب کے سب تھوڑی دیر کے لیے قوالیوں کی مجلس میں شریک ہو کر اللہ والے ہو جاتے ہیں یا ہر صاحب نے اہل کا بہانہ تلاش کر کے اپنی مونجِ مستیوں کا سامان کر رکھا ہے؟ کہ ہری بھی ہاتھ سے نہ جائے اور دُنیا کی مونجِ مستیوں میں بھی کوئی کمی نہ آئے۔

ہماری اس تحریر کو پڑھ کر ہمارے اسلامی بھائی برادرانہ مانیں بلکہ شخندے دل دو ماغ سے سوچیں۔ اپنی اور اپنے بھائیوں کی اصلاح کی کوشش کریں۔ اللہ تعالیٰ اپنے رسول پیارے مصطفیٰ ﷺ کے صدقے ہمیں عمل کی توفیق بخشنے۔ **آمُنْ بِحَقِّ سَيِّدِ الْمُرْسَلِينَ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى وَسَلَّمَ وَبَارَكَ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَاصْحَابِهِ أَجْمَعِينَ إِلَى يَوْمِ الدِّينِ۔**



توجه فرمائیں!

”عوامی ناطقہ میاں اور آن کی اصلاح“ کے مصنف چوں کہ ااغیا سے تعلق رکھتے ہیں، اس لیے انہوں نے اپنا اندراز تحریر بھی دہاں کے موافق رکھا ہے جو کسی حد تک پاکستان کے طرز کے خلاف معلوم ہوتا ہے۔ لہذا اس نے اڈیشن میں چند تغیرات واقع ہوئے ہیں جن سے آگاہی ضروری ہے:

- 1 - دہ بندی الفاظ جو پاکستان میں بولے یا سمجھنہیں جاتے انہیں اکثر جگہ بدل دیا گیا ہے۔
- 2 - کئی مقامات پر جملوں کا تکرار یا موضوع سے بہت کر کوئی بحث آئی تو ان تمام غیر ضروری (کم ضروری) عبارتوں کو حذف کر دیا گیا۔

لا اؤ؛ اپنیکر کے مسئلے کی مکمل بحث ادارہ کی طرف سے ہے۔ موقف تقریباً مصنف کا ہے، صرف اسلوب میں تبدیلی آگئی ہے۔

ری کارڈ کے لیے کتاب ہذا کی سابقہ تواریخ طباعت محفوظ کر لیں:

اول: 1422ھ/2001ء بریلی شریف دوم: 1425ھ/2004ء ادارہ معارف اسلامی، لاہور

